حالاتِ چین

معہ

تصاویر

از

منشی غلام قادر فصیح - سابق ایڈیٹر پنجاب گزٹ و ناولسٹ

سیالکوٹ

سنہ ۱۹۰۴ء

پنجاب پریس سیالکوٹ میں منشی فیض علی مالک و مہتمم کے اہتمام

سے چھپی

بار دوم .... قیمت فی جلد ....

NOT TO BE ISSUED
CHECKED
CHECKED 1988
CHECKED 1969

حیرت انگیز لطف خیز اور عبرت ناک ناول

دربار پیرس کے اسرار یعنی مسٹریز آف دی کورٹ آف پیرس تین جلدوں میں قیمت معہ خرچ وی پی [illegible] اس ناول میں پیرس دار الخلافہ فرانس کے بادشاہوں شہزادوں مشہور امراء اور امیر لیڈیوں جنگجو بہادر اور مسیوں کے حالات نہایت دلچسپ پیرایہ میں مذکور ہیں۔ یہ ناول بالکل تاریخی نتیجہ کا ہے اسکے مطالعہ سے فرانس کی اعلیٰ سوسائٹی کی اندرونی حالات سے صحیح واقفیت پیدا ہوتی ہے۔ نہایت دلچسپ عجیب و غریب اخلاق کا ناول ہے ضرور منگا کر لطف اٹھائیے۔

مونٹوں کا جزیرہ یا کونٹ آف مانٹی کرسٹو ۲ جلدوں میں قیمت معہ خرچ وی پی [illegible] یہ ایک نہایت عجیب ولولہ انگیز ناول ہے فرانس کا نقشہ ہے شہر پیرس دار الخلافہ فرانس اور مارسیلز مشہور بندرگاہ فرانس [illegible] اسکا زمانہ فرانسیسی تاریخ کا وہ عجیب و غریب زمانہ ہے جبکہ شہنشاہ نپولین بوناپارٹ نے جزیرہ البا سے آکر دوسری دفعہ فرانس کو فتح کیا اسوقت کے عجیب و غریب واقعات اور حیرت انگیز بیانات اس ناول میں مذکور ہوئے ہیں۔ اس ناول کے پڑھنے سے ایک وسیع تجربہ حاصل ہوتا ہے زبان بڑی پاکیزہ اور خیالات نہایت شستہ ہیں۔

شہر پیرس کے اسرار یعنی مسٹریز آف پیرس ۲ جلدوں میں قیمت معہ خرچ وی پی [illegible] اس لطف خیز ناول میں شہر پیرس دار الخلافہ فرانس کے مخفی اسرار کا بیان ہے جرمنی کے ایک شہزادہ کی حیرت انگیز کارروائیاں جو تبدیل لباس پیرس میں سکونت پذیر ہوا تھا درج ہیں۔ پیرس کی امیر لیڈیوں اور دیگر اشخاص کے حیرت ناک کارناموں کا تذکرہ نہایت دلکش پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے نہایت ہی اعلیٰ ناول ہے۔

دربار روس کے اسرار جس کی معزز اخبارات پنجاب پنجاب بزرور لاہور۔ رفیق ہند لاہور۔ پیسہ اخبار لاہور۔ سول اینڈ ملٹری [illegible] لدھیانہ۔ اخبار عام لاہور۔ [illegible] الاسلام شہر سیالکوٹ وغیرہ نے تعریف کی ہے۔ قیمت [illegible]

برگنڈی کی شہزادی قیمت معہ خرچ وی پی [illegible] یہ ناول نہایت ہی عجیب سلطنت فرانس کے صوبہ برگنڈی [illegible] برگنڈی کے ڈیوک اور برگنڈی کی شہزادی۔ اور دیگر اشخاص کی حیرت انگیز کارروائیاں درج ہیں

ہیبتناک کارلس قیمت معہ خرچ وی پی [illegible] یہ عجیب و غریب ناول ملک ہسپانیہ کا ہے جسکو انگریزی سے اردو میں نہایت [illegible] ہسپانیہ کے [illegible] کی شجاعت اور ناگہانی مردانگی کا ذکر ہے اور بہت سے معرکوں اور لڑائیوں کا بیان [illegible]

بشا برکھشا یعنی زہریلا درخت قیمت معہ خرچ وی پی [illegible] یہ نہایت ہی عجیب و غریب ناول ہے اس ناول کی [illegible] معلوم ہو سکتی ہے کہ مسٹر ایڈون آرنالڈ سی ایس آئی جیسے [illegible] فاضل انگریز نے اسکی تعریف میں رطب اللسان [illegible] اول درجہ کے ناولوں میں شمار کیا گیا ہے بہت ہی اعلیٰ درجہ کا عجیب و غریب ناول ہے۔ منگا کر لطف اٹھائیے۔

دلچسپ قصے قیمت معہ خرچ وی پی [illegible] جس میں ۲۳ نہایت ہی دلچسپ قصے درج ہیں۔ انکے مطالعہ سے علاوہ تفریح کے [illegible] علم حاصل ہوتا ہے ....

(متفرق اور مذہبی کتابیں)

عجائبات امریکہ۔ قیمت معہ خرچ وی پی [illegible] یہ کتاب اپنے فن میں پہلی کتاب ہے ملک امریکہ کے عجائبات اس میں مفصل درج ہے۔

حالات چین معہ نقشہ قیمت معہ خرچ وی پی ۱۰ ار یہ ایک قابل دید کتاب ہے منگائیے۔ اور لطف اٹھائیے۔

تسخیر القمر۔ قیمت [illegible] ایک عجیب و غریب انگریزی ناول کا ترجمہ۔

قرآن مجید جلی قلم معہ ترجمہ انگریزی۔ اردو۔ فارسی۔ پہلا سیپارہ چھپ کر تیار ہے قیمت معہ محصولڈاک [illegible]

اوراد عشرہ جیبی تقطیع پر ہم نے مندرجہ ذیل دس ۱۰ اوراد مع ترجمے کے اور اچھی چھپائی میں نصف صفحہ میں عربی اردو با محاورہ ترجمہ کیا گیا ہے (۱) قرآن کریم کی دعائیں (۲) اوراد فتحیہ (۳) دعا سیفی (۴) درود مستغاث (۵) کبریت احمر (۶) قصیدہ بردہ (۷) قصیدہ غوثیہ (۸) دعا گنج العرش (۹) مختلف بزرگوں کی دعائیں (۱۰) متفرق دعائیں۔ قیمت فی جلد .... [illegible]

عرب کا جغرافیہ جس میں عرب کے مفصل حالات درج ہیں۔ اور دیباچہ میں آنحضرت صلعم کا لطیف پیرایہ تذکرہ ہے قیمت فی جلد .... ۱۰ ار

طب روحانی۔ یہ کتاب حضرت منشی [illegible] صاحب مرحوم کی تصنیف ہے جو لدھیانہ میں بڑے باکمال گذرے ہیں۔ انہیں اسقدر کمال حاصل تھا کہ صرف جسمانی مریضوں کو بحکم خدا اچھا کر دیتے تھے اس کتاب میں توجہ کا طریق اور اس کے ذریعہ مریضوں کو [illegible] ہدایتیں بیان کی ہیں۔ قیمت ....

خونی قسمت ....

گانڈویہ صاحب کی بیوی دو حصہ ....

کوئنس کی سوانح عمری ....

نصائح علمائے سلف ....

عشرہ کاملہ۔ ہر جلد آریوں کا جواب ....

جنگ مقدس کا فوٹو ....

عصمت النبی مصنف شیخ [illegible] ....

تقدیس الرسول عن طعن المجہول ....

سوانح عمری بابا نانک .... ۱ ار

حالات چین معہ تصاویر

STATE LIBRARY

انٹروڈکشن

لطنت چین دنیا میں بڑی مشہور و معروف لطنت ہے۔ قدامت اور آبادی میں دنیا کی کوئی سلطنت اسکے ساتھ لگا نہیں سکتی۔ چینی اپنی ولایت کو وسط اقلیم کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اسکو دنیا کے مرکز میں سمجھتے ہیں اشیا کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ عرب اس کے جنوب مغرب میں ہے اور ہندوستان ان دونوں کے درمیان ہے۔ اگر ہم ہندوستان میں شمال کی طرف منہ کرکے کھڑے ہوں تو چین ہمارے دائیں ہاتھ اور عرب ہمارے بائیں ہاتھ ہوگا۔ انجیل میں چین کا قدیمی نام سینیم ذکر ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ مسیح سے ۲۵۰ برس پہلے چین نام ایک حاکم نے پہلے پہل اس ملک میں اقتدار حاصل کیا۔ اور ملایا لوگ اسکے نام پر اس ملک [illegible] کہنے لگے نہیں تو چین کے باشندے اپنے ملک کو چین نہیں کہتے۔

وسعت

سلطنت چین وسعت میں ہندوستان سے تین گنے بڑی ہے اس میں چین خاص تبت اور ایک بڑا حصہ تاتار کا شامل ہے چین خاص ہندوستان کے برابر ہے اور اسکا رقبہ ۱۵ لاکھ میل مربع ہے۔ آبادی کا کچھ صحیح اندازہ تو نہیں لگایا جاسکتا مگر یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ اسکی تعداد ۳۲ کروڑ کے قریب ہے جبکہ ہندوستان کی آبادی پچیس کروڑ چالیس لاکھ ہے باقی سلطنت میں جسکا رقبہ قریبا دوگنا ہے چھ کروڑ آدمی آباد ہیں غرض دنیا کی آبادی میں چوتھا حصہ چینی لوگ ہیں۔

طبعی نقشہ

چین کے بہت سے حصہ میں دریاؤں کی وادیاں ہیں جو پہاڑوں کے سلسلہ سے الگ کی گئی ہیں چنانچہ تبت کے پہاڑوں سے لے کر بحر الکاہل تک تمام ڈھلوان ہی ڈھلان نظر آتا ہے۔ دو بڑے دریا جو گنگا سے دوگنے لمبے ہیں تبت کے پہاڑوں سے ایک دوسرے کے قریب ہی نکلتے ہیں اور ملک چین کو سیراب کرتے ہوئے بحر الکاہل میں جا گرتے ہیں۔ اس میں سے شمالی یعنی ہوانگ ہو یا زرد دریا کو "غم چین" بولتے ہیں۔ یہ گہرا نہیں ہے اور اکثر رخ بدلتا رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے جان و مال کا بہت نقصان ہوتا ہے۔ جنوبی دریا جسکو ینگسی کہتے ہیں نہایت گہرا ہے اور سینکڑوں میل تک جہاز رانی کے قابل ہے پیہو نامی بھی ایک دریا ہے اور جنوب میں چکیانگ بڑا دریا ہے۔ جس کے دہانہ کے قریب ایک بڑا شہر کانٹن آباد ہے

آب وہوا

تمام چین سوائے ایک چھوٹے سے ٹکڑے کے شمالی منطقہ معتدلہ میں واقع ہے۔ [illegible] اتنی ہی دور ہیں جتنی دور کہ کلکتہ ہے ان کی آب وہوا بھی یکساں ہے۔ موسم گرما میں گرمی بہت پڑتی ہے اور کبھی کبھی بڑے بڑے سخت طوفان پیدا ہوتے ہیں۔ شمال میں بہت سرد ہوا ہوتی ہے پیہو تین مہینے برف سے جما رہتا ہے

جواہرات

چین میں ہر قسم کی دھاتیں پائی جاتی ہیں یہ ملک خاصکر سفید مٹی کے سبب بڑا مشہور ہے جس کے نہایت عمدہ اور نفیس برتن بنتے ہیں۔ بعض جگہوں میں کوئلہ بے شمار [illegible] تھوڑی مدت سے نکلنا شروع ہوا ہے چونکہ چینی وہمی ہیں اسلئے اس وہم پر [illegible] تک کانیں کھودی جانی بند کی کہ کسی تعمیر [illegible] کھودنے سے ایک متوفی شہنشاہ کو تکلیف پہنچتی ہے

نباتات

نیگسی کے جنوب میں چاول بافراط ہوتے ہیں لیکن اس کے شمال میں گندم باجرا اور مکی بوتے ہیں۔ چین کی نباتاتی پیداوار میں سے چاء نہایت مشہور ہے۔ شہتوت کے درخت ریشمی کیڑے کی خاطر بکثرت لگائے جاتے ہیں۔ چین کے بانس صندلوں سے بھی زیادہ قیمتی ہیں اور

گورنمنٹ چین کو ان سے اس قدر آمدنی ہوتی ہے کہ سوائے چاولوں اور ریشم کی آمدنی کے اور کوئی پیداوار ان کی برابری کا دعوی ہی نہیں کرسکتی۔ چربی کے درخت وارنش کے درخت اور کافور کے درخت بھی بیش قیمت ہوتے ہیں۔ ناریل اور دیگر پودے جنوب میں پیدا ہوتے ہیں!!

اتنا بڑا نہیں ہوتا۔ جتنا کہ ہندوستان میں بطخوں کے بڑے بڑے جھول پالتے ہیں۔ انڈے ریت کے گرم صندوقوں میں اسوقت تک رکھے جاتے ہیں جب تک کہ بچے پیدا ہوں۔ ان کو اول ہی اول اُبلے ہوئے چاول دئے جاتے ہیں۔ جب وہ کچھ بڑے ہو جاتے ہیں تو اُن کو ایک بڑی کشتی میں لیجاتے ہیں جہاں قریباً .. یہ بطخیں رکھی جاتی ہیں۔ دن کے وقت وہ دریا کے کنارہ پہنچنے کے واسطے کھولے جاتے ہیں۔ شام کے وقت اُن کا مالک انکو سیٹی یا کسی اور اشارہ سے بلاتا ہے اور وہ سب کے سب کھانے کے لئے آموجود ہوتے ہیں۔ بطخوں کے بعض اوقات دو دو ٹکڑے کرکے دھوپ میں مچھلی کی طرح سکھا دئے جاتے ہیں۔ اور کھیتوں کے برابر خوراک

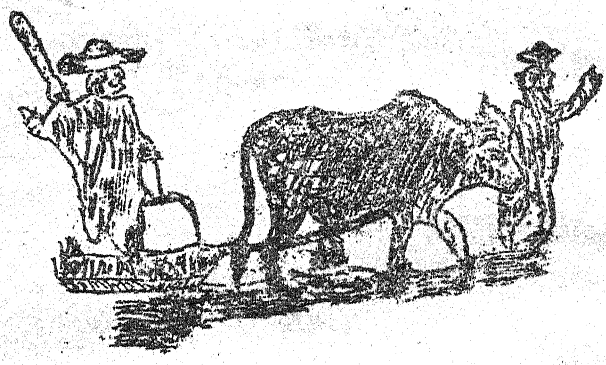

چینی دہقان

جانور

چین میں اس کثرت سے آبادی ہے کہ یہاں سوائے مغربی پہاڑوں کے کوئی شکاری جانور نظر نہیں آتا۔ بھیڑ بکری اور گھوڑے چھوٹے ہوتے ہیں اور دیگر ممالک کیطرح ال[illegible] چنداں کثرت نہیں ہے زمین انسان اور [illegible]ک کے واسطے ہی استعمال کیجاتی ہے [illegible] جیسے چینی بیل آپ کتنے ہیں قد میں

ہوتی ہے۔ جنگلوں میں خوبصورت چکور پائے جاتے ہیں۔ سرخ اور سفید مچھلی پہلے پہل چین سے ہی آئی تھی۔

تواریخ

چین میں اکثر کرکے تین قسم کے لوگ آباد ہیں اصلی باشندے چینی اور منچو تاتاری شروع میں یہہ ملک مختلف اقوام سے آباد تھا چین کو چینیوں نے فتح کرکے پہاڑوں میں بھگا دیا جیسا کہ آریہ لوگوں نے ہندوستان کے اصلی باشندوں کے ساتھ کیا۔ چینیوں کی ابتدائی تواریخ ہندوؤں کی طرح قصہ کہانی ہے وہ پھانکو سے شروع کرتے ہیں جس کے زمانہ میں زمین و آسمان علیحدہ کئے گئے۔ اس کے بعد تین خاندان ہوئے جنمیں ۱۲ آسمانی ۱۱ زمینی اور ۹ انسانی شاہنشاہ ہوئے جو ۵۰۰ برس تک حکمران رہے ان کے بعد مختلف خاندانوں کا ایک جرگہ حکمران رہا۔ عام لوگوں کا یقین ہے کہ چینی بحیرہ کیسپین کے جنوب سے آئے۔ اور اپنے ساتھ لکھنے کا اور جوتش کا علم جو انہوں نے [illegible] مقام کرکے چین کے شمال مغرب میں آباد ہوئے اور اصل باشندوں سے لڑکر آگے بڑھتے گئے۔ ان کے آنے کا وقت نامعلوم ہے مگر غالباً مسیح سے ۲۵۰۰ برس پہلے معلوم ہوتا ہے۔ چینیوں کی معتبر تواریخ مسیح سے ۷۲۱ سال پہلے سے شروع ہوتی ہے۔ بہت مدت تک سلطنت مختلف شہزادوں میں بٹی رہی جو آپس میں لڑتے جھگڑتے رہے۔ لیکن ضرورت کے وقت ایک اُن میں سے بڑا بنجاتا تھا ۲۵۵ سال مسیح سے پیشتر تسئین خاندان سیاہ بال والے لوگوں پر حاکم مانا گیا۔ ونگتی جو ۲۴۶ برس مسیح سے پیشتر تخت نشین ہوا چین کا پہلا شاہنشاہ خیال کیا جاتا ہے بعض تبدیلیاں جو اس نے کیں لوگوں کو ناگوار گذریں۔ اسلئے اس نے حکم دیا کہ طبی زراعتی اور مذہبی کتابوں کے سوا سب کتابیں جلادی جاویں چونکہ "تاتاری لوگ سلطنت پر خوفناک حملہ کر رہے تھی۔ اس لئے اس نے سرحد پر بڑی دیوار بنانی شروع کی سنہ ۲۰۱ء میں چینیوں نے منگولئین یعنے (مغربی "تاتاروں) اسی [illegible] یعنے (شمالی "تاتاریوں) کو شکست دی [illegible] مدد لی مگر وہ خود ملک پر قابض ہو [illegible] پہلا اجنبی خاندان حکمران ہوا [illegible] تک رہا اسکے بعد ایک خاص [illegible] کے واسطے مدد مانگی [illegible] بعد انہوں نے سیکھ [illegible]

اور آخر کار ساری سلطنت کے بادشاہ بن گئے منچو ہی خاندان کے بادشاہ اب تک چین میں حکمران ہیں۔

لوگ

چینیوں کا رنگ پیلا ہوتا ہے۔ رخساروں کے تلے کی ہڈیاں ابھری ہوئیں۔ آنکھیں بادام کی شکل کی۔ بال موٹے سیاہ۔ اور داڑھی پتلی ہے جیسے کہ ....

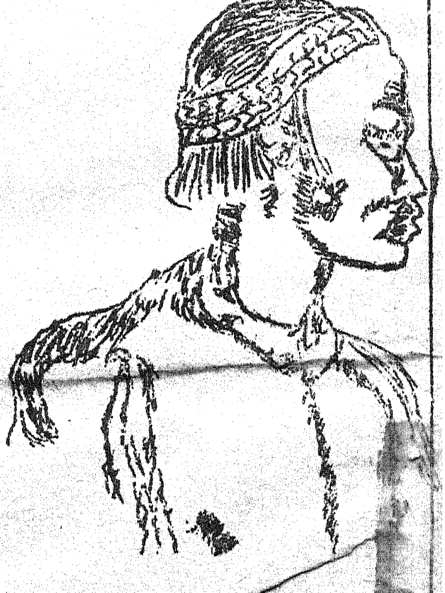

چینی آدمی

ہوتے پہلے پہلے چینی اپنے بال رکھتے ر سر پر جوڑا بناتے تھے۔ مانچوں نے حکم دیا کٹا دو اور ایک چوٹی رکھ لو۔ ایک عرصہ اس تبدیلی پر راضی نہوئے۔ لیکن آخرکار سب نے منظور کر لیا۔ چوٹی عمدہ طور سے گوندھی ہوئی پیچھے لٹکتی رہتی ہے جسکو سور کی دُم کہتے ہیں۔ لمبی چوٹی موجب فخر سمجھی جاتی ہے۔ اگر بال چھوٹے ہوں تو ان کے ساتھ ریشم یا کوئی اور ایسی چیز ملا دیتے ہیں۔ چھوٹی چوٹی چینیوں میں ایک عام دشنام کے طور پر مروج ہے۔ اور چینی چوٹی کٹانے کی نسبت سر کٹانا بہتر سمجھتے ہیں۔ شریر لڑکے بعض وقت ایک دوسرے کی چوٹیاں باندھ دیتے ہیں۔ جب قلی کام کرتا ہو تو وہ چوٹی کو سر کے گرد لپیٹ دیتا ہے

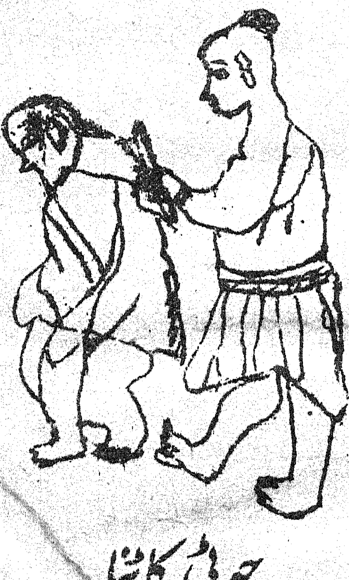

چوٹی کاٹنا

چینی بڑے بے سمجھ اور وہمی ہوتے ہیں۔ چوٹی کٹنے کا جنون انکی جہالت اور وہم کی ایک نظیر ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ بعض اوقات

کاغذ کے آدمی جو ہوا میں اڑتے پھرتے ہیں وہ چوٹیاں لیجاتے ہیں۔ جب یہ خوف عام طور پر پھیلتا ہے تو وہ گھڑیال بجاتے ہیں۔ اور رات کے وقت اکٹھے ہو کر لالٹین اور مشعلیں لے کر چلتے ہیں۔ ایکدفعہ تین چینی عیسائی ماہی گیروں پر یہ الزام لگایا کہ انہوں نے کاغذی آدمی ملک میں بھیجے ہیں سب پکڑے گئے اور اس جرم میں اُن کے سر تن سے اُتارے گئے۔ پادریوں پر بھی اکثر یہ الزام لگایا جاتا ہے۔ چینی کاہن ایک پوڈر بیچتے ہیں جسکو چینی پوڈی میں رکھتے ہیں تاکہ کاغذی آدمی نزدیک نہ آئیں۔

چینی عورتونکے پاؤں

شادی کے وقت یہ ہرگز نہیں پوچھا جاتا کہ دلہن نیک ہے۔ ہشیار ہے یا خوبصورت ہے۔ بلکہ یہ کہ اس کے پاؤں کتنے بڑے ہیں۔ سب سے بڑی خوبصورتی یہ ہے کہ پاؤں تین انچ لمبے ہوں ان کو وہ سنہری پھول کہتے ہیں۔ دولتمند عورتیں لڑکوں کے سہارے یا لاٹھی ٹیک کر لڑکھڑاتی ہوئی چل سکتی ہیں۔ جب کبھی وہ باغات کی سیر کرنا چاہتی ہیں تو انکو اٹھا لیجاتے ہیں۔ جن عورتوں کے پاؤں ذرا کچھ بڑے ہوتے ہیں وہ تھوڑی دور تک جا سکتی ہیں۔ ایک چینی شاعر کا قول ہے کہ وہ اس طرح چلتی ہیں کہ گویا بید ہل رہا ہے۔ اگر ہم چینی عورتوں کی طرح چلنا چاہیں تو ایڑیوں کے بل چلیں [illegible]

برس کی ہوتی ہے تو اُس کے پاؤں باندھ دیتے ہیں اور کپڑے کے ساتھ مضبوطی سے لپیٹ کر سی دیتے ہیں ایک ہفتہ تک اسی طرح رہنے دیتے ہیں درد نہایت سخت ہوتا ہے چینیوں کے گھر کے آگے کی طرف سے گذرتے وقت بچوں کی دردناک چیخیں سنی جاتی ہیں ٭

جنکے پاؤں بندھے ہوتے ہیں وہ ایک دو برس تک اسی تکلیف میں رہتی ہیں۔ اور جب جاڑے کی راتیں آتی ہیں۔ تو وہ انہیں کسی کپڑے میں نہیں دباتے صرف اس ڈر سے کہ گرمی کے سبب زیادہ درد نہ ہو۔ بعض اوقات ایک دو انگلیاں بھی اتر جاتی ہیں۔ لیکن وہ اسکو اچھا سمجھتی ہیں۔ کیونکہ پاؤں اور بھی چھوٹے ہو جاتے ہیں۔ کوئی عورت خواہ اُس نے کتنی ہی تکلیف کیوں نہ اٹھائی ہو اپنے بچے کو اس عذاب سے نہیں بچایا چاہتی۔ جس لڑکی کے پاؤں نہایت چھوٹے ہوتے ہیں اسکی ماں بڑی لائق اور باسلیقہ سمجھی جاتی ہے باوجودیکہ چینیوں کی رسومات ایسی سخت خراب اور تکلیف دہ ہیں۔ مگر ہندوستانیوں کی طرح وہ بھی ان بدرسومات کو ترک نہیں کر سکتے ٭

پوشاک

چینیوں کے کپڑے کھلے اور آرام دہ ہوتے

گرمی کے دنوں میں ایک قلی کی پوشاک سوت کا کھلا پاجامہ اور ایک کھلا کوٹ ہوتی ہے لیکن جاڑے میں روئی دار کپڑے پہنتے ہیں شال میں بھیڑ کی کھال استعمال میں لاتے ہیں امیر لوگ گرمی میں تو ریشم وغیرہ کے کپڑے پہنتے ہیں لیکن جاڑے میں ریشم اور پوستین کے یہ لوگ گھٹنوں تک لمبے چغے پہنتے ہیں جن کے اوپر پیٹی باندھتے ہیں۔ آستینیں اتنی لمبی ہوتی ہیں کہ ہاتھوں کو ڈھانپ لیتی ہیں۔ اور پاکٹ کا کام دیتی ہیں۔ چینی سٹوڈنٹ بعض اوقات چھوٹی چھوٹی کتابیں انہیں چھپا کر امتحان میں لیجاتے ہیں۔

ماندری لوگ

ہل یورپ چینی افسروں کو ماندری کہتے ہیں یہ لفظ سنسکرت منتری سے نکلا ہے۔ افسر قسم کے ہوتے ہیں۔ سولیئن (ملکی) اور ملٹری وجی) جو مختلف نشانات سے پہچانے جاتے ہیں افسر تو پرندوں کی تصویروں سے پہچانے تے ہیں۔ جو ان کے کپڑوں کی پیٹھ اور چھاتی ی ہوتی ہے۔ اور فوجی افسر جانوروں طرح خوفناک شکلیں بناتے ہیں۔ پہچان کے سطے ٹوپیوں پر بھی بٹن لگاتے ہیں۔ اور فوجی ک بوٹ بھی پہنتے ہیں۔ شہنشاہ کی ٹوپی کے اوپر ایک جواہر جڑا ہوا ہوتا ہے۔ لیکن اسکا لباس بہت سادہ ہوتا ہے۔ ہمیشہ سرکاری حکم ملتا ہے کہ فلانی تاریخ سردی یا گرمی کے کپڑے بدلے جاویں گا

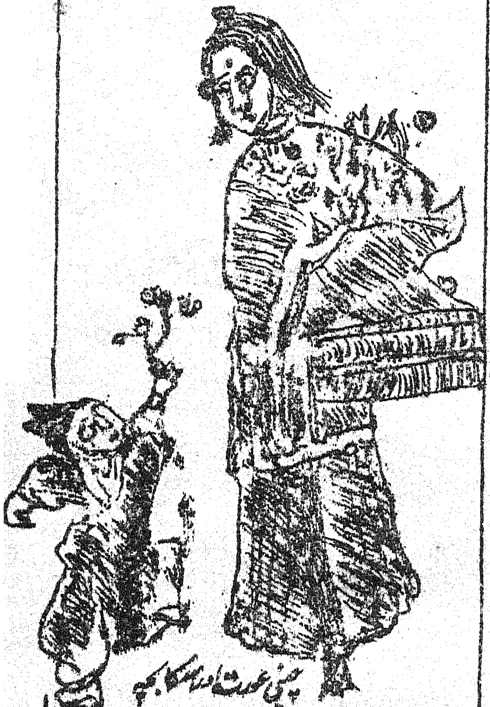

چینی عورت اور اسکا بچہ

جو مزدور بارش میں کام کرتے ہیں وہ ایک قسم کی لمبی گھاس کی بنی ہوئی چٹائی پوشاک پہنتے ہیں ماندریوں کی عورتیں بھی اپنے شوہروں کی طرح پرندوں کی شکلیں پوشاک پر بناتی ہیں۔ اور انکی نیز دیگر چینی عورتوں کی پوشاک مردوں کی پوشاک سے ملتی جلتی ہے [illegible] ایک صوبے کسی طرح بال سنوارے [illegible] ہیں۔ بالوں کو سنوارنے کے لیے اکثر [illegible] مصنوعی پھول

استعمال کیے جاتے ہیں۔ خوش پوش عورتیں سر کے نیچے ایک بانس کا تکیہ رکھتی ہیں تاکہ بال خراب نہ ہو جائیں۔ اور کپڑے کے ساتھہ نہ لگنے پائیں۔ ہندوستانی عورتیں بعض اوقات چہرے پر زعفران ملتی ہیں۔ تاکہ ان کا رنگ سنہری ہو جائے۔ مگر ایسی حالتمیں دیکھنے والوں کو معلوم ہوتا ہے کہ گویا انہیں یرقان کی بیماری ہے چینی عورتیں کبھی سُرخ اور سفید رنگ چہرہ پر ملکر اپنے آپکو بد صورت بنا لیتی ہیں۔ نہیں تو انکا قدرتی رنگ نہایت ہی خوبصورت ہوتا ہے

خوراک

چینی اکثر چاول کھاتے ہیں۔ لیکن شمال میں جو لوگ غریب ہیں۔ باجرے کا استعمال کرتے ہیں۔ چاولوں کو بقدر استطاعت سبزی یا گوشت یا مچھلی کے ساتھہ کھاتے ہیں۔ وہ لوگ جو تناسخ کو مانتے ہیں گوشت نہیں کھاتے انہیں خوف رہتا ہے کہ مبادا انکا کوئی رشتہ دار جانور بنگیا ہو اور وہ اسکا گوشت کھا جائیں لیکن سبزی کی پسندیدگی کی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ گوشت سے سستی ہوتی ہے۔ ہر ایک سامنے برتن رکھ دیتے ہیں اور اسکو گرم گرم چاولوں سے پُر کر دیتے ہیں اسکو گرد اگرد چھوٹی چھوٹی رکابیوں میں سبزی مچھلی یا گوشت جو ٹکڑے کرکے مصالحہ دار بنایا ہوتا ہے بھر کر رکھ دیتے ہیں ہر ایک آدمی ایک چینی کا پیالہ دو لکڑی کے چمچ پکڑے لیتا ہے۔ اور اپنی رکابی میں بڑے برتن سے چاول ڈالکر بائیں ہاتھہ سے منہ کے نزدیک لاتا ہے اور اسقدر جلد منہ میں ڈالتا جاتا ہے کہ دیکھنے والا حیران رہجاتا ہے۔ چمچوں کو تین انگلیوں میں پکڑتے ہیں اور ہمیشہ کی مشق کے سبب وہ ایک ایک دانہ تک اٹھا لیتے ہیں اگرچہ یہ چمچے چنداں آرام دہ نہیں ہیں۔ لیکن انگلیوں کے ساتھہ کھانے کی نسبت انمیں زیادہ صفائی ملحوظ رہتی ہے چاولوں کے ساتھہ ساتھہ سبزی بھی کھاتے جاتے ہیں۔ اور اوپر سے چاء یا گرم پانی پی لیتے ہیں چینی ٹھنڈا پانی کبھی نہیں پیتے۔ کیونکہ اسکو مضر سمجھتے ہیں ٹھنڈا صاف پانی صحت بخش ہے لیکن خراب پانی بخار چڑھا دیتا ہے۔ چینیوں کو کبھی بخار نہیں آتا۔ اسکا سبب یہ ہے کہ وہ یا تو چاء پیتے ہیں۔ یا اُبلا ہوا پانی اگر ہندوستان کی بخار والی جگہوں میں بھی ایسا کیا جاوے تو بہت کم لوگ مریں گے چینی سور کا گوشت مرغ اور بطخ کا گوشت اکثر کھاتے ہیں۔ کبھی کبھی کتے اور بلیاں بھی کھاتے ہیں۔ سیاہ کتوں اور بلیوں کو

سب سے عمدہ خیال کیا جاتا ہے چین کے جنوب میں جاڑے کے شروع میں ایک خاص دن کتے کا گوشت کھایا جاتا ہے - اس خیال سے کہ اس طرح وہ بیمار نہ ہونگے - مچھلی بہت کھاتے ہیں - لیکن مینڈک بھی پکڑ لیتے ہیں - ملک کے بعض حصوں میں مکڑی اور ٹڈی کو بھونکر کھاتے ہیں - گائے کا دودھ کبھی نہیں پیتے بعض بیماریوں میں عورت کا دودھ پیتے ہیں چینی چاء بہت پیتے ہیں - دودھ چینی کچھ بھی نہیں ڈالتے ایک پیالہ میں چند پتے رکھ کر اوپر سے ابلتا ہوا پانی ڈالدیتے ہیں شاہراہ پر چاء کی دوکانیں ہوتی ہیں - چاولوں کی ایک شراب بناتے ہیں جسکو شم شو کہتے ہیں زیادہ تیز کرنیکے واسطے تین دفعہ بھبکی چڑھاتے ہیں وہ اُسے سہ آتشہ کہتے ہیں - چینیوں میں مدک پینے کا بڑا رواج ہے اسکا بیان الگ لکھا جائیگا ۔

شہر اور عمارت

اس ملک میں بدھ کے مندروں کے سوا پرانی عمارتیں یا کھنڈرات بہت کم پائے جاتے ہیں کسی بادشاہ [illegible] ی عمارت بنا کر اپنا نام قائم رکھنا نہیں چاہا - چینی لوگ پہلے پہل خیموں میں رہتے تھے - اس لئے ان کے گھر بھی اسی نقشہ کے ہوتے ہیں - ڈھلوان چھتیں اور اوپر مڑے ہوئے گوشے جنپر دوسری منزل بنی ہوتی خیمہ کی صورت یاد دلاتے ہیں - چھتیں بجائے دیواروں کے لکڑی کے ستونوں پر کھڑی ہوتی ہیں - عمدہ عمدہ گھروں کے اردگرد اونچی اونچی دیواریں ہوتی ہیں - اور کوئی دریچہ دیوار سے باہر نہیں ہوتا - اس لیے شہر کے عمدہ عمدہ کوچہ بالکل سنسان معلوم ہوتے ہیں - ان لمبی لمبی دیواروں میں کہیں کہیں دروازے نظر آتے ہیں اکثر اوقات بند رہتے ہیں دریچوں کے چوکھٹے لکڑی کے بنے ہوئے ہیں - جنپر کاغذ یا کپڑا منڈھا ہوا ہوتا ہے - دیوان خانے میں جوڑا جوڑا کرسیوں کا رکھا ہوا ہوتا ہے - اور ہر ایک جوڑے کے درمیان چاء والا میز رنگ برنگ پھولدان ادھر ادھر رکھے ہوئے ہوتے ہیں - اور بڑے بڑے روشن فانوس دیواروں کے ساتھ لٹکائے ہوئے ہوتے ہیں - جن پر پرانے زمانے کے فقرات لکھے ہوئے ہوتے ہیں ....

چینیوں کے پلنگ کچھ کچھ انگریزوں کی طرح ہوتے ہیں - ایک بڑی رضائی ہندوستان کیطرح بچھونے اور اوپر کا کام دیتی ہے - تکئے بانس کے

بنائے جاتے ہیں۔ چینی لالٹین بنانے میں بڑے کاریگر ہیں۔ لالٹین کاغذ ریشم کانچ سینگ وغیرہ کی بنائی جاتی ہے وہ کئی قسم کی ہوتی ہے۔ قد میں چھوٹی بڑی ہوتی ہیں۔ اور ایک آنے سے لیکر چھ سو روپیہ تک فروخت ہوتی ہیں۔ بڑی لالٹینوں میں کئی بتیاں جلتی ہیں۔ وہ بہت خوبصورت کھودی ہوئی اور نقاشی کی ہوئی ہوتی ہیں۔ چینی اکثر کرکے اپنے کپڑوں سے گرم رہتے ہیں۔ جب جاڑا آتا ہے تو پوشاک پر پوشاک پہنتے جاتے ہیں۔ وہ اپنے ہاتھ اور پاؤں کو چھوٹی چھوٹی ہاتھ والی اور پاؤں والی انگیٹھیوں سے گرم رکھتے ہیں جن میں سرخ کوئلے ڈالتے ہیں۔ ہاتھ کی انگیٹھیاں چونکہ بہت چھوٹی ہوتی ہیں۔ اس لئے اکثر بڑی آستینوں میں رکھی جاتی ہیں۔ شمالی ملک میں ایک چوڑا کھوکھلا اینٹوں کا تخت ہوتا ہے جس کو وہ کینگ کہتے ہیں۔ یہ گرم کیا جاتا ہے اور کبھی کبھی اس پر سوتے ہیں۔ ان کے ساتھ اکثر باغ بھی ہوتے ہیں۔ ان میں عجیب طرح کا پتھر کا کام اور چھوٹی چھوٹی بیل ہوتی ہے۔ نیز چھوٹے چھوٹے تالاب جن میں سرخ اور سفید مچھلیاں رکھی جاتی ہیں۔ درختوں پر تار لپیٹ دیتے ہیں اس لئے وہ چھوٹے ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ بڑے سے بڑا درخت چھوٹی جھاڑی سے اونچا نہیں ہوتا۔ باغوں میں سنگترے۔ انار۔ میٹھے۔ خوشبو والے پھول ہوتے ہیں۔ جنوبی شہروں کی گلیاں تنگ لیکن فرش دار ہوتی ہیں۔ اگر کوئی شخص اُنکے درمیان کھڑا ہو کر ہاتھ پھیلائے تو دونوں طرف کی دیواروں کو چھو سکتا ہے۔ چونکہ بیل گاڑیاں بہت کم ہیں۔ اس واسطے چوڑی گلیوں کی ضرورت نہیں۔ ان کے تنگ ہونے کے سبب گلیوں میں اندھیرا رہتا ہے۔ شمالی شہروں کی گلیاں کشادہ اور بے فرش ہوتی ہیں۔ دکانوں کے تختوں کی بجائے لمبی پٹیاں لٹکتی نظر آتی ہیں۔ ہر ایک چینی شہر کے ارد گرد فصیل ہوتی ہے +

شادی

چینیوں کے شادی کے رسومات ہندوؤں سے ملتے جلتے ہیں۔ ہر ایک آدمی بیس برس سے پہلے پہلے شادی کر لیتا ہے۔ انکا خیال ہے کہ ان آدمیوں کی بد روحیں جو بیاہے نہیں گئے اِدھر اُدھر بے چین پھرتی ہیں۔ چینی اس لئے جلد شادی کرتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بے اولاد مر جائیں اور ان کے پیچھے کوئی کریا کرم اور رسوم کرنے والا نہ رہے۔ چونکہ چینی صرف ایک

ہی رکھ سکتے ہیں۔ اس لئے اگر پہلی عورت بانجھ ہو تو دوسری کے واسطے اسکو نکالدینا ضروری ہے۔ چینیوں نے لیپالک بیٹا بھی رکھنا جائز ہے۔ یہہ قاعدہ ہے کہ دُلہا دلہن کو شادی کی رات تک نہیں دیکھہ سکتا۔ شادئیں لاگیوں کے ذریعہ کی جاتی ہیں۔ اگر لڑکی کا باپ منظور کرلے تو دلہا کچھہ نذرانہ کے طور پر بھیجتا ہے۔ تب جنم پتریاں ملائی جاتی ہیں اگر وہ مطابق ہوں تو منگنی ہو جاتی ہے۔ لیکن تھوڑا بہت جھگڑا ضرور ہوتا ہے۔ اگر اس کے بعد تین دن کے اندر کوئی قیمتی چیز ٹوٹ جائے یا کھوئی جائے تو یہہ بدشگون خیال کیا جاتا ہے۔ اور منگنی توڑ دی جاتی ہے منگنی کے وقت سے لے کر شادی تک لڑکی کو بالکل پردہ میں رہنا پڑتا ہے۔ جب کبھی اُس کے والدین کے ہاں دوست آتے ہیں۔ تو لڑکی کو اندر کی کوٹھری میں چھپنا پڑتا ہے۔ لڑکی کے باپ کو اکثر دفعہ لڑکے کی حیثیت کے بموجب نذرانہ کے طور پر روپیہ دیا جاتا ہے۔ جب تک وہ روپیہ نہ دیا جائے شادی نہیں ہوتی۔ چھوٹے بچے سے تھوڑا روپیہ لیا جاتا ہے۔ ایک دفعہ ایک انگریز نے ایک لڑکے کو ایک لڑکی پیٹھ پر اٹھائے ہوئے دیکھا۔ جب اس نے پوچھا کہ یہہ کون ہے تو اس نے جواب دیا میری عورت ہے۔ ہندوستانیوں کی طرح

چینی بھی شادی کے موقعہ پر توفیق سے زیادہ روپیہ برباد کرتے ہیں۔ جوتشی آخیری رسم کے واسطے دن مقرر کرتا ہے۔ مہمان دلہا کے گھر جمع ہوتے ہیں۔ تب دلہن کو دلہا کے گھر لانے کے واسطے ایک جنیت جاتی ہے۔ رستہ کی ڈائنوں کو ڈرا لینے کے واسطے سور کے گوشت کا ایک ٹکڑا آگے آگے لیجاتے ہیں۔ تاکہ وہ گوشت کو کھالیں اور جنیت بچ نکلے۔ دلہن اُسوقت نہائیت عمدہ کپڑے اور بیش قیمت جواہرات پہنتی ہے۔ اس کے بال جو پہلے نیچے لٹکتے تھے اب باندھ دیئے جاتے ہیں۔ وہ سنہری ڈولی میں بیٹھ جاتی ہے۔ جہاں وہ بالکل پردہ میں بیٹھتی ہے۔ اور اسکو چار کہار اٹھا لیتے ہیں۔ اب جنیت دلہا کے گھر کی طرف لوٹتی ہے۔ دروازہ پر پہونچ کر وہ ڈولی سے اترتی ہے۔ اور خوش نصیب عورتیں جن کے شوہر اور بچے زندہ رہتے ہیں۔ اسے جلتے کوئلوں کی انگیٹھی پر اٹھاتے ہیں دلہا ایک کمرے میں چبوترے پر بیٹھا ہوا اس کی انتظاری کرتا اور وہ آکر عاجزی کے ساتھ ماتھا ٹیکتی ہے۔ وہ تب نیچے اترتا ہے اور گھونگٹ اٹھا کر پہلی دفعہ اُس کا چہرہ دیکھتا ہے۔ بغیر کسی بات چیت کے وہ اکٹھے بیٹھ جاتے ہیں اور پھر ایک [illegible] کے کپڑے [illegible]

کیا جاتا ہے کہ اسمیں کامیاب ہوا۔ اُسی کا گھر میں اختیار رہے گا۔ تب دونو دالان کی طرف جاتے ہیں اور قربان گاہ کے آگے کھڑے ہوکر آسمان وزمین اور بزرگوں کی پرستش کرتے ہیں۔ تب وہ اپنے کمرے میں کھانا کھانے جاتے ہیں۔ اور مہمان دروازوں سے دلہن کو دیکھ کر اسکی رفتار گفتار اور وضع قطع پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ دولہا نفیس چیزیں کھاتا ہے لیکن دلہن کے واسطے کھانا منع ہے۔ تب مہمان دونوں کو ایک ایک شراب کا پیالہ دیتے ہیں اور اقرار نامہ کے بعد شادی پوری ہو جاتی ہے۔ زور آور ہمیشہ کمزوروں پر ظلم کرتے ہیں۔ عورتوں کے ساتھ چین میں ایسا سلوک ہوتا ہے جیسا کہ ہندوستان میں اور اکثر کرکے انہیں بدنام کیا جاتا ہے۔ چنانچہ۔ **استاد کنفیوشیئر** فرماتے ہیں:۔

> "ساری مخلوق میں سے عورتوں کا انتظام نہایت ہی مشکل ہے۔ اگر ان کے ساتھ زیادہ محبت اور الفت سے سلوک کیا جائے تو وہ گستاخ اور بے ادب ہو جاتی ہیں اور اگر ان سے پرہیز کی جائے۔ اور سختی کیجائے تو وہ ناراض ہو جاتی ہیں۔"

شوہر عورت کو مفصلہ ذیل قصوروں پر طلاق دے سکتا ہے۔

اول۔ سسر یا ساس کی نافرمانبرداری پر۔

دوم۔ بانجھ ہونے پر۔

سوم۔ زناکار ہونے پر۔

چہارم۔ حسد کرنے پر۔

پنجم۔ جذامی ہونے پر۔

ششم۔ بیفائدہ بک بک کرتے رہنے پر۔

ہفتم۔ چوری پر۔

لیکن شوہر خواہ کسی قسم کا قصور کرے عورت کو اُسے چھوڑ دینے کا اختیار نہیں ہے۔ عورت اپنے شوہر کی بدچلنی پر صرف چپکے چپکے ہی آنسو بہا سکتی ہے۔ اور دل ہی دل میں غم کھا سکتی ہے۔ مگر اُسے ملامت نہیں کرسکتی۔ چنانچہ منکوحہ عورتوں کو اسقدر رنج وغم کھانا پڑتا ہے۔ کہ بعض لڑکیاں بہ نسبت اپنی آئندہ قسمت ایک ایسے شخص کی سپرد کرنے کے جسکی نسبت وہ کچھ نہیں جانتیں **تارک** بن جانا یا خودکشی کرلینا اپنے حق میں بہتر سمجھتی ہیں۔

بیوہ عورتوں کا نکاح ثانی نامناسب خیال کیا جاتا ہے۔ اور اس لئے امیر لوگ اپنی بیوہ لڑکیوں کی دوبارہ شادی نہیں کرتے۔ مگر غریب بیوہ عورتیں۔ روزی کی خاطر دوسرا شوہر کرلیتی ہیں۔ بعض حالتوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ بیوہ عورتیں اپنے شوہروں کی وفات کے بعد خودکشی کرلیتی ہیں۔ اور یہی

اس کام کو نہائیت نیک سمجھتے ہیں۔ بیوہ کا یہہ اعتقاد ہوتا ہے کہ خودکشی کرنے کے بعد وہ اپنے شوہر کے ساتھ بہشت میں خوش و خورم رہے گی۔ اور لوگ بھی اسکی عزت افزائی کے لئے اس کی یادگار بناتے ہیں۔ یہہ خودکشی عام لوگوں کے روبرو ہوتی ہے ۔

بچے

چینی لوگ جب شادی کرتے ہیں تو اُن کی بڑی خواہش یہہ ہوتی ہے کہ ان کے ہاں اولاد ہو۔ اور یہہ برکت حاصل کرنے کا ایک طریقہ یہہ ہے کہ بچوں کی دیوی کے مندر سے ایک پرانی جوتی لاتے ہیں۔ اور جب مراد پوری ہو جاتی ہے تو ایک نئی جوتی مندر پر چڑھا آتے ہیں۔ چونکہ عورتوں کو اس بات کے دریافت کرنے کا بڑا تردد رہتا ہے کہ اس کے ہاں لڑکا ہوگا یا لڑکی اسلئے چین کی عورتیں علے الصباح شوہر کے کپڑے پہن کر اور سر پر ٹوپی رکھ کر اور نزدیک کے کنوئیں پر جاتی ہیں۔ اور بائیں طرف سے شروع کرکے تین دفعہ اس کے گرد پھرتی ہے بعد ازاں گھر چلی آتی ہے۔ اگر آتی دفعہ اُسے کوئی دیکھے تو سمجھتی ہے کہ اس کے گھر لڑکا پیدا ہوگا۔

ہندوستانیوں کی طرح چینی بھی وہمی ہوتے ہیں اور چڑیل بھوت کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ بچے کی کلائی پر ایک سرخ ڈوری اس لئے باندھی جاتی ہے کہ اس کی تاثیر سے فرمانبردار بیٹا بن جائے۔ جو لڑکا کسی کے کہنے سننے میں نہیں رہتا اسکی نسبت عام طور پر کہا جاتا ہے کہ اسکے والدین نے اسکی کلائی نہیں باندھی۔

بچے کے گلے میں ایک اور سرخ دھاگا ہوتا ہے جسمیں کئی چھوٹی چھوٹی چیزیں بندھی ہوتی ہیں۔ تاکہ لڑکا بھوت اور بیماری سے بچا رہے۔ جب بچہ ایک ماہ کا ہوتا ہے تو اس وقت بڑا انتظام ہوتا ہے۔ اگر وہ لڑکا ہوتا ہے تو رشتہ دار اور دوست تحفہ لاتے ہیں۔ بڑوں کی قبروں کے سامنے ریتیں کی جاتی ہیں تب اسکا (دودھ کا) نام رکھا جاتا ہے۔ بنگالی عورتیں اپنے بچوں کے نام ٹنکوڑی وغیرہ رکھتی ہیں۔ تاکہ جم دیوتا انکی کچھ پرواہ نہ کرے۔ چینی عورتیں اپنے لڑکوں کا نام۔ چھوٹا۔ بیوقوف۔ بدمعاش پسو۔ کتا وغیرہ رکھتی ہیں۔ تاکہ بھوت چڑیل انکو دق نہ کریں۔ پہلے کپڑے۔ جو بچے کو پہنائے جاتے ہیں ستر سال کے بوڑھے مرد کے کرتے کتر کر بنائے جاتے ہیں تاکہ بچے کی عمر بڑی ہو۔ لڑکے کے پیدا ہونے پر جتنی خوشی [illegible] جاتی ہے لڑکی کے پیدا ہونے پر اتنا ہی [illegible]

کا اختیار بچوں پر مرتے دم تک رہتا ہے۔

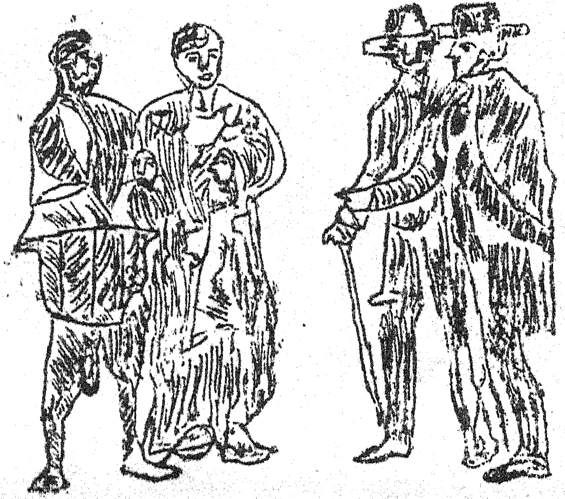

بچہ فروشی

بچہ فروشی عام ہے اگرچہ قانون چین اجازت نہیں دیتا۔ بچہ کشی بھی قانون کے رو سے منع ہے لیکن اسپر بھی عمل نہیں ہوتا۔ لوگ لڑکوں کو پانی میں غرق کر دیتے ہیں تاکہ پالنے کی تکلیف سے بچ جائیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ لڑکیوں کی پرورش سے کیا حاصل ہے جب وہ چھوٹی ہوتی ہیں تو خرچ کا موجب ہوتی ہیں۔ اور جب جوان ہوتی ہیں تو شوہر کر لیتی ہیں۔ جنوبی مشرقی چین کے ایک بڑے شہر کے دروازہ کے تالاب پر ایک پتھر لگا ہوا ہے جس پر یہ لکھا ہوا ہے کہ یہاں لڑکیاں نہ دبائی جائیں۔ بعض رحم دل لوگوں نے غریب خانہ بنا دیئے ہیں۔ جہاں لڑکیاں پرورش پاتی ہیں۔ اگر کوئی بچہ مرجاتا ہے تو اسکو ٹاٹ میں لپیٹ کر ایک چھوٹے سے برج کی طرف لیجاتے ہیں جو شہر کے باہر بنا ہوتا ہے جسمیں چھوٹے چھوٹے دریچہ ہوتے ہیں اور دروازہ کوئی نہیں ہوتا جہاں ہو بچکر اس کو اس میں ڈالدیتے ہیں اور لاش ایک گڑھے میں جا پڑتی ہے۔ والدین سمجھتے ہیں کہ بچے پر بدروحوں نے قبضہ پا لیا تھا۔ اور اگر مر نہ جاتا تو خرابی ہوتی۔ جب بچے کھڑے ہو سکتے ہیں تو وہ ایک بانس کے کھٹولے میں کھیلنے کے واسطے رکھے جاتے ہیں۔

سردی کے دنوں میں انہیں ایک قسم کے مونڈھے میں رکھتے ہیں جو بھوسہ کا بنا ہوتا ہے۔ اور جو دونوں طرفوں سے کھلا ہوتا ہے۔ نیچے ایک

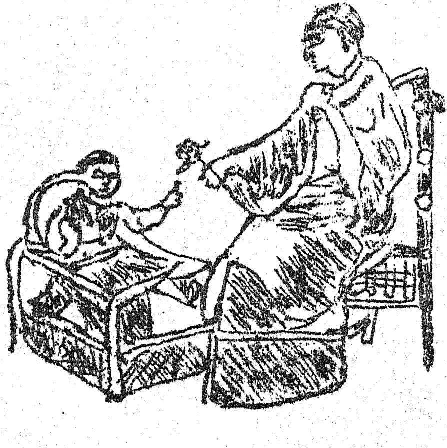

ماں بچہ کو کھلا رہی ہے

ایک گرم کوئلوں سے پر انگیٹھی ہوتی ہے جو اس کے پاؤں کو گرم رکھتی ہے۔ اور اس کے کھلونے وغیرہ اسے کھیلنے کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ لڑکے کی ہر ایک خواہش پوری کیجاتی ہے جبتک وہ دوڑنا سیکھ جائے تب اسے پسے ہوئے چاول دیتے ہیں اور جب بال ایک دو انچ لمبے ہوتے ہیں تو ان کی چوٹی بناکر دھاگے سے باندھ دیتے ہیں۔ بعض اوقات وہ چوٹیاں ہوتی ہیں جن میں سے ہر ایک سر کے ایکطرف ہوتی ہے پھر کبھی کبھی ایک چوٹی ٹوپی میں سے نکلی ہوئی کھڑی دکھائی دیتی ہے۔ چین کے شمال میں جاڑے کے دنوں میں بچوں کے کپڑوں میں اس قدر روئی بھری جاتی ہے کہ وہ تکیہ معلوم ہوتے ہیں۔ گرمی کے موسم میں بچے ننگے رہتے ہیں۔ دوسرے ملکوں کی طرح لوری بھی دی جاتی ہے۔ جب ماں گاتی ہے تو بچہ ننھے ننھے ہاتھوں سے تالی بجاتا ہے۔

لوری

اوّل تالی بجاؤ۔ دوئم آؤ ہم کھیلیں سوئم کمان چلاؤ۔ جب بچہ دروازے سے باہر جانا چاہتا ہے تو خدمتگار پیٹھ پر تسمہ سے کس کر لے جاتا ہے۔ غریب عورتیں بچوں کو اسیطرح اٹھائے ہوئے گھر کا کام کرتی ہیں۔

چینی لڑکے گیند بلے یا گولیوں کے ساتھ نہیں کھیلتے لیکن اور بہت سی دیسی کھیلیں جانتے ہیں۔ ان کھیلوں میں سے ایک یہ کھیل ہے جو تصویر میں دکھائی گئی ہے۔ وہ بانس کی بانگیاں پہراتے ہیں۔ جو چڑھتے وقت گھوڑ،

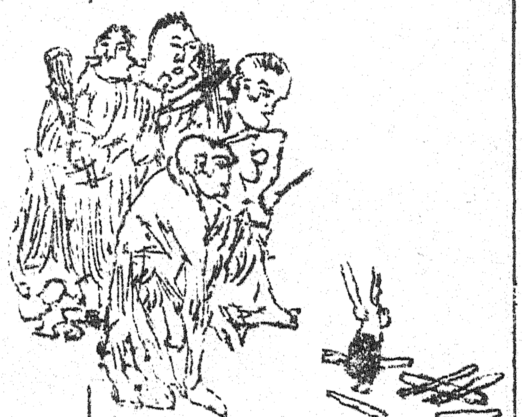

بچوں کا کھیل

گھوں کرتی ہیں۔ "بلی سے چھپنا" ایک کھیل ہے جس میں ایک لڑکا آنکھیں بند کرکے دوسروں کو چھوتا ہے۔ جھینگے پکڑنا ایک اور کھیل ہے جس میں سب آنکھیں ڈھانپ لیتے ہیں اور ایک دوسرے کو پکڑتے ہیں۔ بعض سوراخوں سے دیکھ لیتے ہیں۔ چرند و پرند کے بادشاہوں کی عجیب عجیب حکایتیں سناتے ہیں۔ پتلیاں بہت پسند کی جاتی ہیں۔ مداری بڑی سہولیت کے ساتھ تماشا کرتا ہے حقہ کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ پتلیاں چکر باندھ دیتی ہیں۔ اور بڑی بھدگی کے ساتھ پاؤں ہلاتی ہیں۔ انگلستان میں لڑکے تھوڑی دیر تک دیکھ کر چل دیتے ہیں۔ لیکن چینی جوان کیا بلکہ بوڑھے بوڑھے گھنٹوں ان کا ناز نخرا دیکھتے رہتے ہیں۔ یہ تماشا بادشاہ کے محل میں بھی ہوتا ہے۔ لڑکوں سے لیکر بوڑھوں تک پتنگ اڑانا پسند کرتے ہیں + پتنگیں چڑیوں تتلیوں کی شکل کی ہوتی ہیں۔ اور ہوا کو چیرتی جاتی ہیں۔ بعض آدمیوں کی شکل کی ہوتی ہیں۔ بعض جانوروں۔ اژدہاؤں۔ کن کھجوروں کی طرح بنی ہوئی ہوتی ہیں کبھی کبھی ایک ہلکے سے فانوس میں چراغ جلا کر اس کے ساتھ باندھ دیتے ہیں۔ جو اندھیرے میں تارے کی طرح چمکتا ہے۔ اور بہت خوشنما دکھائی دیتا ہے۔ کبھی جو چڑیوں کی شکل کی پتنگیں چھوٹے چھوٹے دھاگوں سے باندھ کر ڈور کے ساتھ گانٹھ دیتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پرندوں کا جھنڈ ایک جگہ جھوم رہا ہے ناویں مہینہ کی ناویں تاریخ کو پتنگ اڑانا شروع کرتے ہیں۔ اور اس دن کی وجہ یہ ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک آدمی کو کہا گیا کہ فلان روز تو اور تیرا کنبہ برباد ہو جائے گا۔ جب وہ وقت پہونچا تو وہ عورت اور بچوں سمیت ایک پہاڑ کو چلا گیا جب رات کے وقت واپس آیا تو دیکھتا کیا ہے کہ اسکے تمام مویشی مر گئے ہیں۔ یہ دن ناویں مہینے کی ناویں تاریخ تھی۔ اس لئے اس دن چینی گھر نہیں رہتے اور دل بہلانے کی خاطر پتنگ بازی کرتے ہیں +

مدرسہ

جب بچہ پورے پانچ برس کا ہوتا ہے تو اسکو

مدرسہ میں بھیجتے ہیں۔ جوتشی سے مہورت نکلوا کر لڑکے کو مدرسہ میں داخل کرتے ہیں۔ پیشانی کے بال مونڈکر باقی گوندکر بودی بناتے ہیں سیاہ یا نیلی ریشم کی ٹوپی اور بڑی بھاری جوتی پہناتے ہیں جوتشی کہتا ہے کہ اس کا ستارہ بلند ہے اور وہ نامدری بنیگا لڑکا اُستاد کے واسطے نذرانہ لیجاتا ہے اور تیز چھوٹی بتیاں اور کچھہ عود کی چھڑیاں اور کچھہ عود جو کنفوسٹس کی قبر پر جلائی جاتی ہیں جس کے سامنے لڑکا تین دفعہ ماتھا ٹیکتا ہے اور استاد کو بھی اسی طرح سلام کرتا ہے۔ مدرسہ کا کُل اسباب چند چھوٹے چھوٹے میز اور اونچی تپائیاں ہوتی ہیں۔ جو میزوں کے پیچھے رکھی ہوتی ہیں ہر ایک میز پر بجائے قلم دوات کے ایک سل ہوتی ہے جسپر لیکے سیاہی کی ٹکیاں پانی میں بھگو کر رگڑتے ہیں۔ قلم کی بجائے بالوں کا قلم استعمال کرتے ہیں جیسے سیدھا پکڑتے ہیں۔ ماسٹر کے آگے ایک میز ہوتی ہے۔ جسپر صرف کتابیں اور کاغذ ہی نہیں بلکہ اسکا حقہ بھی رکھا ہوتا ہے۔ چینی زبان کی الفت رب نہیں ہے۔

۲۱۴ جامد لفظ ہیں جن سے تمام دوسرے لفظ بنتے ہیں۔ پہلے پہل لفظ چیزوں کی شکلوں سے بنائے جاتے تھے پہاڑیاں ∧∧∧ اسطرح لکھی جاتی تھیں۔ سورج ✳ دائرہ کی شکل میں لکھا جاتا تھا۔ چونکہ یہہ نشانات بہت کم تھے اس لئے اور طریقہ اختیار کیا گیا۔ تاکہ آسانی سے پڑھا جاوے۔ چینیوں کے لفظ اہل ایسیریا کی طرح ہوتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کہیں ان کے نزدیک رہتے تھے۔ چینی لفظ سب ایک دفعہ بولے جاسکتے ہیں یعنے چھوٹے ہوتے ہیں لیکن وہ جوڑے جاسکتے ہیں۔ جیسے کہ نیچے تصویر میں دکھایا گیا ہے۔

انکی تذکیر و تانیث اور واحد جمع کچھہ نہیں ہوتی ایک ہی لفظ سب کچھہ ہوتا ہے۔ فقرہ میں آگے پیچھے ہونے سے ان کے معنے معلوم ہوتے ہیں۔ عبارت اردو کی طرح دائیں ہاتھ سے شروع کرتے ہیں۔ لیکن سر سے لیکر تہ کی طرف لکھتے جاتے

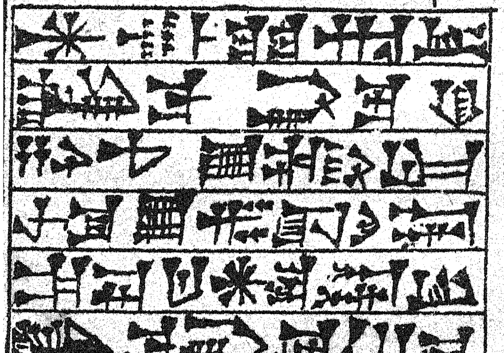

مثلاً

آدمیت	پست
سے	ہمت
ہے	یہہ
بالا	نہ
آدمی	ہووے
کا	پست قامت
مرتبہ	ہو تو ہو

چینی لفظوں کو سننے کی نسبت دیکھنے سے زیادہ آسانی سے سمجھ آتی ہے۔ ایک ہی لفظ کے پچاس پچاس معنے ہوتے ہیں۔ جو مختلف الفاظ سے لکھنے کے سبب ظاہر ہوتے ہیں۔ جب کسی لفظ کو معنے پوچھو تو وہ جواب دیتا ہے دکھاؤ لفظ کہاں ہے چی لفظ کے اٹھارہ معنی ہیں۔ ایک ہی آواز کے جس کے تلفظ میں ذرا فرق ہو دس دس معنے ہوتے ہیں۔ اور ذرا سا فرق ہونے سے معنے بدل جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ چینی زبان میں صرف ۵۰۰ آوازیں ہیں۔ لڑکا اکثر کرکے پہلے پہل چند موٹے موٹے لفظ مثل کتا۔ پانو۔ میز وغیرہ کے سیکھتا ہے۔ ان چیزوں کی تصویریں بنا کر اوپر نام لکھدیتے ہیں۔ اس کے بعد تین تین لفظوں کی سطریں سکھائی جاتی ہیں۔ استاد پہلے چند سطریں پڑھتا ہے اور لڑکا جسم ہلاتا ہوا اُن کو دہراتا ہے۔ ہندوستان کی مسجدوں کے لڑکے بھی اسی طرح کرتے ہیں۔ تب وہ اپنی جگہ بیٹھکر سبق کو حفظ کرتا ہے یہہ جاننے کے واسطے کہ لڑکے پڑھ رہے ہیں اونچی یاد کرنا ضروری ہے۔ ہندوستان کے پرانے سکولوں میں بھی اونچا پڑھتے ہیں۔ لڑکا استاد کی طرف پیٹھ کرکے سبق سناتا ہے تاکہ وہ کتاب پر نہ دیکھ سکے اسلئے چینی زبانی پڑھنے کے واسطے کتاب کی طرف پیٹھ کرنا استعمال کرتے ہیں۔ پہلا فقرہ جو لڑکا سیکھتا ہے وہ یہہ ہے "قدرتی طور پر آدمی نیک ہے" پھر اسکو سنایا جاتا ہے کہ اگر کوئی استاد پڑھانے میں سختی نہ کرے تو وہ سست ہے۔ اور لاٹھی گدھے کی خاطر ہوتی ہے نہ کہ آدمی کی۔ استاد کے ہاتھ کے نزدیک بانس کی چھڑی ظاہر کرتی ہے کہ وہ سست نہیں ہے۔ شروع میں نہ تو کچھ استاد سمجھاتا ہے اور نہ لڑکا پوچھتا ہے۔ وہ لفظوں کو زبانی کرتا جاتا ہے اور اُن کے معنی نہیں جانتا۔ دوسری دفعہ استاد کسی کسی لفظ کے معنی بتاتا ہے۔ ایک دو برس کے بعد سارے سارے جملوں کے معنی سکھاتا ہے تیسرے درجہ میں جملہ بندی کروائی جاتی ہے استاد کہتا ہے "ہوا بھاری ہوتا ہے" لڑکا کہتا ہے "پر ہلکے ہوتے ہیں" پھر رفتہ رفتہ مرکب جملے سیکھتا ہے۔ اسم۔ صفت۔ فعل وغیرہ کی ایک ہی ترتیب ہوتی ہے۔ بعدازاں جملے بڑے کئے جاتے ہیں۔ مضمون لکھی جاتی ہیں۔ خط لکھنا سکھایا جاتا ہے۔ اور چھوٹی چھوٹی غزلیں

لکھنے کی کوشش کیجاتی ہے۔ تمام چین میں ایک ہی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ پہلے تین لفظوں کی سطروں کی کتاب پھر علم کتاب یعنی عبارت کی۔ تب چار حال کی اور پانچ پرانے زمانہ کی کتابیں پڑھتے ہیں۔ سب سے بڑے امتحان میں ان کتابوں کا معہ ان کی شرحوں کے پورا علم ہونا ضروری ہے اور یہ بھی کہ ان کی لیاقت سے مضمون اور شعر بنا سکے اس قسم کی تعلیم بغیر کسی تبدیلی کے سینکڑوں برسوں سے چلی آتی ہے۔ اس کا فایدہ آگے معلوم ہوگا۔ طالبعلم کو محنتی بنانے کے واسطے بڑے بڑے آدمیوں اور بڑے بڑے داناؤں کی نظیریں دی جاتی ہیں ایک مشہور طالب علم اس خیال سے کہ رات کو نیند نہ آجائے چوٹی کو ایک رسی سے کڑی کے ساتھ باندہ دیا کرتا ہے۔ ایک اور طالب علم جگنوں جمع کرکے ان کی روشنی میں پڑھا کرتا تھا۔ ایک اور تھا جو چاند کی روشنی میں مطالعہ کیا کرتا تھا۔ ایک لڑکا ایسا محنتی تھا کہ پیٹھ پر بوجھ اٹھائے ہوئے ہی سبق یاد کیا کرتا تھا۔ ایک نے اپنی کتاب گائے کے سینگوں کے ساتھ باندہ دی۔ اور جب وہ اسے باہر لیجاتا تو سبق یاد کرتا رہتا۔ چینی زبان میں ۴۰۰۰۰ لفظ ہیں جن میں سے ۶۰۰۰ کثیر الاستعمال ہیں۔ لیکن اندازاً یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ آدمی فیصدی دس اور عورتیں فی لاکھ دس سمجھ سوچ کر پڑھ سکتی ہیں۔

سرکاری ملازمت کی امتحان

سرکاری نوکری ان کو ملتی ہے جو مذکورہ بالا کتابوں کا امتحان پاس کرتے ہیں۔ جب طالب علم اپنے آپ کو لائق سمجھتا ہے تو اول درجہ وظیفہ کا امیدوار بنجاتا ہے۔ قریب دو ہزار امیدوار ایک بڑے شہر میں جمع ہوتے ہیں۔ جن کی عمر ۱۳ سال سے لیکر ۶۰ سال تک ہوتی ہے۔ ہر ایک چھ فٹ لمبی اور چار فٹ چوڑی پتھر کی کوٹھری میں بند کیا جاتا ہے۔ وہاں وہ تمام دن رات میں ایک غزل اور ایک دو مقررشدہ مضمون لکھتا ہے تب وہ گھر چلا جاتا ہے اور فکر کے ساتھ نتیجہ کا منتظر رہتا ہے۔ فیصدی ایک لڑکا پاس ہوتا ہے۔ یا یوں کہو کہ چنا جاتا ہے تب اسکو ایک خطاب ملتا ہے اور نچلے درجہ کے ماندریوں کی پوشاک پہن سکتا ہے۔ بعضوں کی عمر کامیابی کی امید ہی میں گذر جاتی ہے۔ تیسرے سال وظیفہ خوار دوسرے درجہ کا امتحان دینے کے لئے دارالخلافہ میں جاتے ہیں۔ قریباً ۱۰۰۰۰ امیدوار ہوتے ہیں۔ امتحان بہت سخت ہوتا ہے۔ اور نو دن تک ہوتا رہتا ہے۔ یہاں بھی فیصدی ایک چنا جاتا ہے۔ کامیاب امیدوار کے گھر آنے

کے وقت نہائیت عزت کے ساتھ خاطر کی جاتی ہے۔ کچھ مدت کے بعد تیسرے درجہ کا امتحان ہوتا ہے اور امیدوار پیکن میں جمع ہوتے ہیں۔ یہہ تعداد میں قریباً ۶۰۰۰ ہزار ہوتے ہیں جن میں سے ۳۰۰ اعلےٰ مرتبہ پر سرفراز ہوتے ہیں۔ جو پاس کرتے ہیں۔ وہ عہدہ کے واسطے تیار سمجھے جاتے ہیں۔ اور خالی جگہیں قرعہ اندازی سے تقسیم کیجاتی ہیں۔ اعلےٰ عہدہ یہہ ہے کہ شاہی یونیورسٹی کا ممبر بن جائے۔

طالب علموں کی عزت میں مقبرہ بنائے جاتے ہیں۔

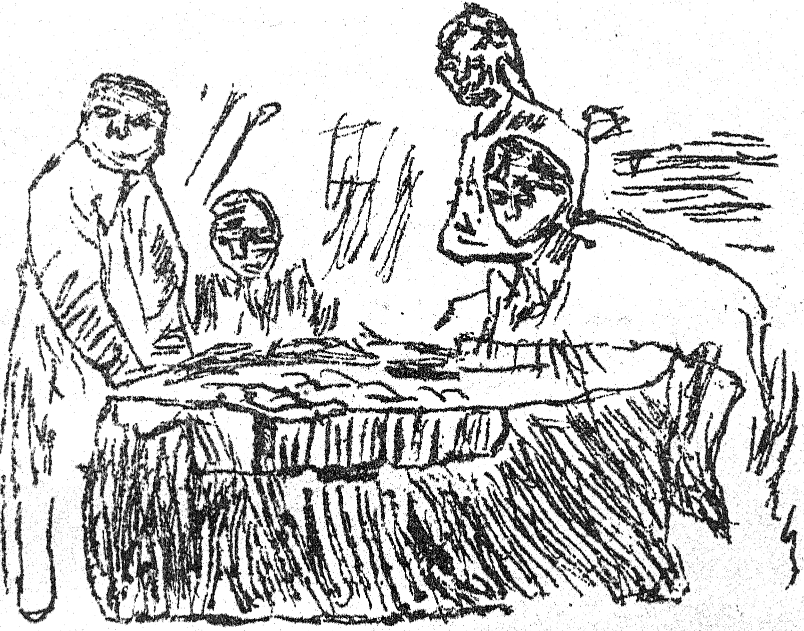

چینی طالبعلم

فوجی امیدواروں کے بھی اسی طرح کے امتحان ہوتے ہیں۔ لیکن زبان اسقدر مشکل نہیں ہوتی۔ ان کے امتحان میں تیراندازی اور ہتھیاروں کا استعمال ضروری ہے۔

پہلا امتحان جو ہر ایک ضلع کے مجسٹریٹ کے سامنے ہوتا ہے اسمیں لڑکا پیادہ تیراندازی کرتا ہے۔ وہ جو کامیاب نکلتے ہیں پھر ان کا امتحان گھوڑے پر چڑھا کر لیا جاتا ہے۔ ہر ایک امتحان میں تین تیر چلانے کی اجازت ہوتی ہے۔ تیسرے امتحان میں ایک بڑی بھاری تلوار استعمال کی جاتی ہے۔ اور بڑی بوجھل اور سخت کمانیں کھینچی

جاتی ہیں۔ زور آور ایسے ہتھیاروں کا استعمال کرتے ہیں جو افسروں کے واسطے ضروری ہیں۔ حال کی لڑائیوں میں اس قسم کے ہتھیار استعمال نہیں کرتے اسلئے چینی انگریزوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

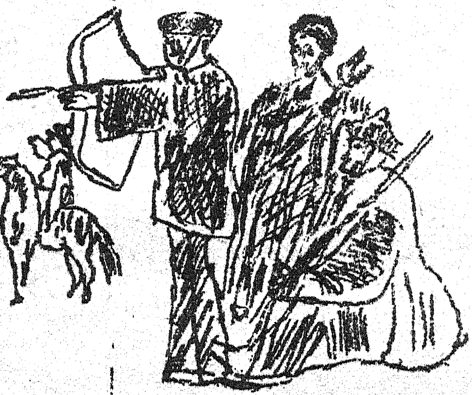

محنت

چین میں زمینداری کی بہت قدر کی جاتی ہے۔ پیکنگ میں ہر سال کے بعد ایک ایسا دن ہوتا ہے۔ جب بادشاہ ایک جڑاؤ ہل کو مقدس کھیت میں چلاتا ہے۔ وہ تین خط کھینچتا ہے بلکہ پانچ بڑے بڑے وزیر تو ایک مٹی کی گانٹھ جو بڑی قد و قامت کی ہوتی ہے اور کبھی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیں اسکو لیے جاتے ہیں جب ہل چلنا بند ہو جاتا ہے۔ تو بڑی گانٹھ توڑ دی جاتی ہے اور لوگ اس کے ٹکڑے لیجاکر گاڑتے ہیں۔ اور اپنی زمین میں [illegible] اور سمجھتے ہیں کہ فصل عمدہ ہوگی۔ زمین سب سرکاری ہے اور بہت سی زمین امیروں کے پاس ہے جو پیداوار کا دسواں حصہ سرکار کو دیتے ہیں۔ ہر ایک ضلع میں زراعتی کمیٹیاں ہیں جن میں بوڑھے آدمی فن زراعت کے عالم ممبر ہوتے ہیں۔ کسانوں کی خوب خبرداری کیجاتی ہے۔ اور جو سست ہوتا ہے اس کو سزا دیجاتی ہے۔ چینیوں کے زراعتی ہتھیار ہندوستانیوں کے ہتھیاروں سے ملتے جلتے ہیں۔ ہل لکڑی کا بنا ہوتا ہے اور اس کے آگے لوہے کا پھل چڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اور اسقدر ہلکا ہوتا ہے کہ کسان آسانی کندھے پر لیجا سکتا ہے۔ چھوٹے کسان ہل کی جگہ پھاوڑا استعمال کرتے ہیں۔ ینگٹسی کے جنوب میں چاول کی زراعت بہت ہوتی ہے۔ پہلے پنیری بوتے ہیں اور پھر اکھیڑ کر کھیت میں بو دیتے ہیں۔ اوسط نکالکر دس گنا زیادہ پیداوار ہوتی ہے۔ چینی ہندوستانیوں کی طرح کھیتوں کو پانی دیتے ہیں۔ وہ کھاد کو بڑی حفاظت سے جمع کرکے استعمال کرتے ہیں۔ مویشی بھوسا کھاتے ہیں۔ اور آدمی دانے اسلئے وہ کھاد جو آدمیوں سے پیدا ہوتی ہے [illegible]

قیمتی ہوتی ہے۔ ہندوستان میں کسان گوبر جمع کر لیتے ہیں۔ لیکن پیشاب کی پرواہ نہیں کرتے جو ہوا کو گندہ کر دیتا ہے۔ لیکن چین میں سب کچھ جمع کر لیتے ہیں۔ ہزاروں لوگ پیشاب کو مٹی سے ملا کر ٹکیاں بنانے میں مصروف رہتے ہیں۔ اگر ہندوستانی بھی اس طرح کریں تو آب و ہوا خراب نہو اور غلاظت زیادہ پیدا نہو۔ چینی پروں بالوں اور ٹھیکریوں تک جمع کر لیتے ہیں۔ جب کھیت پک جاتا ہے تو درانتی کے ساتھ کاٹ لیتے ہیں۔ دانہ کئی طرح سے علیحدہ کرتے ہیں۔ کبھی خرمن کوب سے کبھی بیلوں کے چلانے سے۔ چھوٹے کسان اٹھا کر دانہ نکال لیتے ہیں۔ انگلستان کی طرح کلیں بھی استعمال کیجاتی ہیں۔ باجرا۔ مکی۔ گندم اور جو کی زراعت نیکنگ کے شمال میں ہوتی ہے۔ چینی جھیلوں میں اور دریاؤں کے کناروں پر شاہ بلوط بوتے ہیں۔

چاء۔

چین چاء کی پیدائش کے سبب مشہور ہے۔ چاء کا پودا بیس فٹ تک اونچا بڑھ جاتا ہے لیکن باغوں میں بہت اونچا نہیں ہونے دیتے۔ پودے گز گز کے فاصلہ پر کناروں میں بوئے جاتے ہیں۔ اور تمام گھاس کو اکھاڑ پھینکتے [illegible] پھول [illegible] اور نارنجی کی طرح ہوتا ہے۔ سال میں تین دفعہ پتے اتارے جاتے ہیں سب سے چھوٹے قیمتی سمجھے جاتے ہیں۔ یہہ کام عورتیں اور بچے کرتے ہیں۔ پہلے ان کو دھوپ میں خشک کرتے ہیں۔ برتن میں بھونتے ہیں اور ہاتھوں سے پلٹتے ہیں تب وہ استعمال کے لائق ہوتے ہیں سیاہ یا سبز رنگ کا ہونا چاء کی بناوٹ پر منحصر ہے۔ چینی زبان میں اسکو چاء یا دی کہتے ہیں۔ اسکا استعمال اور زبانوں میں بھی ہو گیا ہے۔ مثلاً اردو میں اول ۱۶۱۵ء میں یہہ انگلینڈ میں پہونچی اور بہت مدت تک پچاس روپیہ سیر بکتی رہی۔ آسام میں یہہ جنگلوں میں پیدا ہوتی ہے ۱۸۳۴ء میں چینیوں سے بیج لے کر سرکار انگریزی نے اس کی زراعت شروع کی۔ اب ہمالہ کے دامن میں اور ہندوستان کے اور حصوں میں بہت باغات ہیں سیلون لنکا میں بھی بہت چاء ہوتی ہے۔ ہندوستان میں اور لنکا میں بہت خبرداری کے ساتھ چاء تیار کیجاتی ہے۔ اس واسطے یورپ کے لوگ اسی کا استعمال کرتے ہیں۔ اور چین سے چاء آنی بند ہوتی جاتی ہے۔ چینی چاء بے پرواہی اور ملاوٹ کے سبب خراب سمجھی جاتی ہے۔ بعض چینی ثواب کی غرض سے چاء کے مٹکے بھر کر شاہراہوں پر

لیجاتے ہیں۔ اور وہاں مسافروں کو چاء پلاتے ہیں۔

ریشم

چین میں ریشم بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ اور لاکھوں لوگ اس کی بدولت روٹی کماتے ہیں چین میں مشہور ہے کہ ایک شہنشاہ بیگم نے ریشم کاتا تھا۔ اسی وجہ سے اس کی پرستش ہرسال کے تیں مہینے کی جاتی ہے۔ اس موقعہ پر زندہ شہنشاہ بیگم معہ اپنے خدام کے متوفی شہنشاہ بیگم کی قبر پر جاتی ہے اور اسکی پرستش کرتی ہے۔ اور ٹھیک اسی طرح جسطرح کہ شہنشاہ زمین کے ایک ٹکڑے پر ہل چلاتا ہے شہنشاہ بیگم بھی معہ اپنے خدام کے شہتوت کی پتے چنتی ہے۔ شاہی محل کے ریشمی کیڑوں کو کھلاتی ہے اور بعد ازاں ریشم لپیٹتی ہے۔

ریشمی کیڑا جو بھونسلے رنگ کا ہوتا ہے رائی کے دانہ کے برابر انڈے دیتا ہے۔ کچھہ دیر بعد انڈا پھوٹ پڑتا ہے اور فی الفور ایک چھوٹا سا کیڑا اسمیں سے نکلتا ہے جو باہر نکلتے ہی شہتوت کے پتے کھانے شروع کر دیتا ہے یہہ کیڑا بہت جلد بڑا ہوتا جاتا ہے۔ اور بیشتر پورے قد کا ہونے کے چار دفعہ چمڑا بدلتا ہے جب بڑا ہو جاتا ہے تو خوراک چھوڑ دیتا ہے اور اپنے لیئے ایک قسم کا گھر بنانا شروع کرتا ہے۔ وہ اپنے منہ سے ایک لمبا ریشمی دھاگا نکالتا ہے جسے وہ ارد گرد لپیٹتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک زرد ڈھکنے میں جسے کہوا کہتے ہیں چھپ جاتا ہے۔ اس ڈھکنے میں سے کیڑا ایک ماہ کے قریب نکلتا ہے۔ مگر اس طرح ریشم کا ستیاناس ہو جاتا ہے اس لیئے کہوے کو گرمی دیکر کیڑے کو اندر ہی مار ڈالتے ہیں۔ بعد ازاں ریشم اتار لیا جاتا ہے اور اُسے صاف کرکے اور کات کر کپڑا بنتے ہیں۔

ابتدائی وقتوں میں ریشم یورپ میں اسقدر مہنگا تھا کہ ایک شہنشاہ نے اپنی بیگم کو ریشمی پوشاک بنا دینے سے صاف انکار کیا۔ عرصہ تک یورپین لوگوں کو ریشم کی اصلیت معلوم نہ ہوئی۔ صدیوں تک وہ ریشم کی پوشاکیں پہنتے رہے مگر انہیں یہہ معلوم نہ ہوا کہ ریشم کسطرح بنتا ہے۔ اور بہت سے عرصہ کے بعد انپر یہہ ظاہر ہوا کہ ریشم ایک کیڑے سے بنایا جاتا ہے۔ پہلے پہل مسیح سے ۵۳۰ برس پیشتر دو پادری چین سے ریشمی کیڑوں کے انڈے ایک نلکی میں چھپا کر لائے تھے۔ اب اٹلی اور فرانس ریشمی کارخانوں کے لئے نہایت مشہور ہو رہے ہیں۔

ریشمی کیڑوں کی پرورش کرنے سے بکثرت لوگوں کو روٹی کمانے کا ذریعہ ہاتھ آتا ہے۔

بوڑھے مرد اور بچے جو سخت محنت اور مشقت کرنے کے قابل نہیں ہوتے وہ ریشمی کیڑوں کی پرورش کا کام کرتے ہیں۔ اگر ہندوستان میں بھی اس کام کی طرف زیادہ توجہ کی جائے تو یقیناً کروڑوں روپیہ کی آمدنی بڑھ جائے۔

جنگلی ریشمی کیڑے ہندوستان اور چین ہر دو ممالک میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ وہ مختلف درختوں کے پتوں پر گذارہ کرتے ہیں۔ گو انکا ریشم پالو کیڑوں کے ریشم کی طرح عمدہ اور نفیس نہیں ہوتا۔ مگر مضبوط اور پائیدار ضرور ہوتا ہے۔

مٹی کے برتن

ملک چین مٹی کے برتنوں کے لیئے نہایت مشہور ہے۔ جنہیں چینی کے برتن کہتے ہیں۔ پیالے اور رکیبیاں شفاف ہوتی ہیں۔ اور کل چیزیں نہایت چمکدار اور عمدہ رنگی ہوئی ہوتی ہیں۔

یہہ برتن عموماً ایک قسم کی سفید مٹی کے بنتے ہیں جو ایک پہاڑی کالنگ نامی سے نکلتی ہے اور اسی نام سے موسوم کی گئی ہے۔ ایک سخت پتھر کوارٹز بھی اس کام میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اُسے پہلے باریک پیس لیتے ہیں۔ پھر بھگو کر اس کے برتن بناتے ہیں۔ ان برتنوں کو بھٹی میں آگ دیکر سکھلاتے ہیں۔ پھر ان پر رنگ چڑھاتے ہیں بعد ازاں بھٹی میں پکا لیتے ہیں۔

بعض بعض برتن نہایت خوبصورت اور بیش قیمت ہوتے ہیں۔ خصوصاً پرانے برتن بڑی قیمت پر بکتے ہیں۔ جس کی وجہ یہہ ہے کہ وہ زیادہ خوبصورت اور کمیاب ہوتے ہیں۔

کمہاروں کا بھی ایک دیوتا ہوتا ہے جو چینی سے بنایا جاتا ہے۔ اسکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ بڑا کاریگر کمہار تھا۔ اور اس نے شہنشاہ کے لیئے جب برتن بنانے شروع کئے تو اس خوف سے کہ شاید برتن شہنشاہ کے لائق تیار نہ ہوسکیں مایوسی کے عالم میں اپنے آپ کو ایک بھٹی میں ڈالدیا اور جل گیا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس بھٹی میں سے نہایت عمدہ اور خوبصورت برتن نکلے۔ اور شہنشاہ ایسا خوش ہوا کہ اس کمہار کی پرستش شروع کرادی۔

ماہی گیری

ماہی گیری کی چین میں اسقدر کثرت ہے کہ تقریباً سواں حصہ آبادی کا مچھلی پر گذارہ کرتا ہے۔ چینی لوگ تالابوں میں مچھلیاں پالتے ہیں۔ اور مختلف طریقوں سے انہیں پکڑتے ہیں۔ ایک عجیب طریقہ یہہ ہے کہ ایک چڑیا کارمورنٹ نامی سے مچھلیاں پکڑنے کا

کا کام لیا جاتا ہے۔ یہہ چڑیا قد میں بطخ کے برابر ہوتی ہے چونچ کنڈی کی طرح مڑی ہوئی ہے۔ اسکا جسم موٹا اور سیاہ رنگ کا ہوتا ہے۔ اور اس کے پاؤں میں جالا ہوتا ہے۔ یہہ بڑا گوشت خور پرند ہے ہر روز بکثرت مچھلیاں کھا جاتا ہے۔ جنہیں اگر وزن کیا جائے تو اس کے اپنے وزن کے نصف کے قریب ہونگے۔ غوطہ لگانے میں یہہ بڑا چالاک ہے اور جب کبھی شکار کے پیچھے پانی میں جاتا ہے خالی کبھی واپس نہیں آتا۔

چین کے دریا بڑے لمبے ہیں۔ اور ان میں مچھلیاں بکثرت ہوتی ہیں۔ لوگ انہیں خوراک کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ ہزاروں کشتیاں ہر روز مچھلیاں پکڑنے کے لئے لگائی جاتی ہیں ہر ایک کشتی میں بارہ بارہ پرندہ ہوتے ہیں جب ماہی گیر کسی جگہ مچھلیاں بکثرت دیکھتا ہے اُسی جگہہ لنگر ڈالدیتا ہے اور پرندوں کو شکار کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔

جسوقت پرند کوئی مچھلی پکڑتا ہے تو ماہی گیر جو اس تاک میں لگا رہتا ہے اُسے بلا لیتا ہے اور پرند کشتی میں آکر مچھلی ڈالدیتا ہے اسی طرح شکار شروع رہتا ہے۔ اور جب بہت سی مچھلیاں پکڑ لی جاتی ہیں تو ماہی گیر گھر واپس آجاتا ہے۔ مگر چونکہ یہہ پرند فطرتاً گوشت خور ہے۔ یہہ سوال ہوسکتا ہے کہ جب وہ مچھلی پکڑتا ہے تو بجائے کشتی میں ڈالنے کے خود کیوں نہیں کھا جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر ایک پرند کی گردن میں ایک چھلا چڑھا دیا جاتا ہے جو اس کے سانس کو تو نہیں روکتا۔ مگر مچھلی نگلنے سے مانع ہوتا ہے۔

بعض اوقات پرند سست ہو جاتا ہے اور بجائے شکار کھیلنے کے پانی پر کھیلتا رہتا ہے ایسی حالت میں ماہی گیر پرند کے قریب ایک لمبے سرکنڈے سے پانی کو اس زور سے حرکت دیتا ہے کہ پرند ڈر جاتا ہے اور کام ہوشیاری سے کرتا ہے۔

گو سینکڑوں کشتیاں ایک ہی جگہہ میں شکار کی غرض سے جمع ہوتی ہیں۔ مگر پرندوں میں اس قسم کی تیز فہمی کی طاقت ہے کہ وہ اپنی کشتی میں مچھلیاں ڈالتے ہیں۔ جب کام ختم ہو جاتا ہے تو ماہی گیر چھلا پرند کی گردن سے اتار دیتا ہے اور اُسے کھانیکے لئے کچھ دیتا ہے۔

یہہ پرند عرصہ ہوا انگلینڈ میں بھی اس کام کے لئے پالا جاتا تھا۔ اور "پرندوں کا ماسٹر" شاہی محلات کا ایک افسر تھا۔

سفر

چین میں سفر جلدی نہیں ہوتا۔ بعض اطراف ملک میں تو سڑکیں ہی نہیں اور جہاں کہیں ہیں بھی۔ ان کی درست نہیں ہوتی۔ شمال میں جہاں زمین ہموار کشادہ ہے مسافروں اور اسباب کے لیئے چھکڑے استعمال کیئے جاتے ہیں۔ مگر یہ چھکڑے چنداں آرام دہ نہیں ہوتے اور عموماً انہیں خچر کھینچتے ہیں۔ چین کے گھوڑے چھوٹے قد کے ہوتے ہیں۔ اور تعداد میں بھی نہایت کم ہیں۔

ایک پہیہ والے چھکڑوں کا چین میں بڑا رواج ہے۔ ان میں بڑا اسباب لیجایا جا سکتا ہے۔ بعض اوقات ان چھکڑوں کو دو آدمی کھینچتے ہیں۔ ایک آگے سے کھینچتا ہے اور ایک پیچھے سے دھکیلتا ہے۔ بعض چھکڑوں میں بادبان بھی لگایا جاتا ہے جس کی وجہ سے کھینچنے والے کو کم محنت کرنی پڑتی ہے اور اکثر اوقات خچر سے بھی کام لیا جاتا ہے۔

لکڑی کے بنگلے چینی مزدور اٹھاتے ہیں۔ سفر کے لئے بکثرت استعمال کئے جاتے ہیں۔ پالکی میں تو مسافر کو لیٹنا پڑتا ہے۔ مگر اس میں وہ کرسی پر بیٹھا رہتا ہے۔ امیر آدمیوں کے چوبی بنگلے نہایت خوبصورت ہوتے ہیں اور سفر میں ان سے بڑا آرام ملتا ہے۔

بعض بندروں میں نہایت ہلکی گاڑیاں جنہیں ایک ہی آدمی کھینچ سکتا ہے۔ استعمال کی جاتی ہیں۔ انہیں جنرکشا کہتے ہیں۔ جو تین لفظوں جن (آدمی) رکِ (طاقت) اور شا (گاڑی) سے مرکب ہے۔ شہر شانگھی میں اس قسم کی تین ہزار گاڑیاں چلتی ہیں۔ پہلے پہل جاپان میں ایک امریکن شخص نے انہیں رواج دیا۔ پھر چین میں ہوا۔ اور ہندوستان میں بھی انکا رواج کسی قدر ہوتا جاتا ہے۔

ابتدا میں چینی لوگ سڑک ریل کے سخت مخالف تھے۔ صرف اس لحاظ سے کہ یہ اجنبی ملک کی ایجاد ہے۔ مگر ۱۸۷۶ء میں ایک انگریزی کمپنی نے ایک بڑے بندر کے قریب چھوٹی سی ریلوے سڑک تیار کی۔ چینی گورنمنٹ کو جب معلوم ہوا کہ اس سڑک سے کمپنی کو فائدہ ہو رہا ہے اور لوگ بڑے شوق سے ریلوے گاڑیوں میں سفر کرتے ہیں۔ تو اس خوف سے کہ غیر ملک کے باشندے (کمپنی) ملک میں زیادہ اقتدار حاصل نہ کرلیں ریلوے سڑک ان سے خرید لی۔ اب چینی ریل کے بنائے جانے کی تائید میں ہیں۔ اور ایک سڑک ہینکو [illegible] سے لیکر پیکن تک تیار ہوئی ہے۔

[illegible] کشتی کے ذریعہ بھی اکثر سفر کیا

کیا جاتا ہے۔ دریائے ینگسی تین ہزار میل لمبا ہے۔ اور اس قابل ہے کہ سات سو میل تک بڑا جہاز اور پندرہ سو میل تک چھوٹا جہاز اسمیں سفر کرسکتا ہے۔ علاوہ بڑے بڑے دریاؤں کی نہریں بھی بکثرت کھودی گئی ہیں۔ سب سے بڑی نہر جسے چینی لوگ "طوفانی پھاٹکوں کا دریا" کہتے ہیں۔ ۵۰۰ میل لمبی ہے۔ غرض دریاؤں اور نہروں کی وجہ سے کشتی میں اکثر سفر ہوتا ہے یہانتک کہ پیکنگ سے لیکر جو شمال میں ہے کانٹن تک جو جنوب میں ہے کشتی کے ذریعہ ہی آمدورفت ہوتی ہے۔

لکھوکہا لوگ کشتیوں ہی میں عمر بسر کرتے ہیں وہی ان کے گھر ہیں۔ چھوٹے بچوں کے کندھوں میں تونبے بندھے رہتے ہیں۔ اگر وہ پانی میں گر پڑیں تو تونبے انہیں پانی پر اٹھائے رہتے ہیں۔ اتنے میں ان کے والدین آجاتے ہیں۔ اور وہ پانی سے انہیں نکال لیتے ہیں۔ وہ کشتیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ کشتیوں میں ہی جوان ہوتے ہیں۔ کشتیوں میں ہی شادی کرتے ہیں اور کشتیوں میں ہی مرجاتے ہیں۔

بعض کشتیاں اسقدر چھوٹی ہوتی ہیں کہ ان میں ایک ہی شخص سوار ہو سکتا ہے۔ بعض بڑی ہوتی ہیں جن میں دو تین کمرے بھی بنے ہوتے ہیں۔ اور ملاح ہوا کے رخ پر انکو چلاتا ہے۔ اسمیں سفر تو نہایت اچھا ہوتا ہے۔ مگر وقت بہت خرچ ہوتا ہے۔

سمندر میں چلنے والے جہاز جنہیں جنک کہتے ہیں دونوں طرف سے اونچے ہوتے ہیں۔ ان میں عموماً تین مستول ہوتے ہیں۔ اور بادبان بانس کی چٹائی کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ کشتی کے منہ کیطرف دو بڑی بڑی آنکھیں رنگ سے بنائی ہوئی ہوتی ہیں۔ کیونکہ چینیوں کا یہ خیال ہے کہ جسکی آنکھیں نہیں وہ دیکھ کسطرح سکتا ہے۔ اور جو دیکھ نہیں سکتا وہ رستہ کسطرح معلوم کرسکتا ہے"۔

چینی ساحلوں پر بحری لوٹیرے اکثر لوٹ مار کرتے تھے۔ بعض حالتوں میں لوٹیرے معمولی مسافروں کی طرح چپ چاپ جہازوں میں سوار ہوجاتے تھے۔ مگر جب تھوڑی دور جہاز جاتا دفعتہً ہتھیار اٹھا لیتے۔ جہازیوں کو قتل کردیتے اور جہاز پر قابض ہوجاتے۔ اب بھی اُن جہازوں میں جو امریکہ سے منگائے گئے ہیں۔ اور جو ہانگ کانگ اور کانٹن کے مابین چلتے ہیں۔ مسافروں کو کمروں میں بند کرکے دروازے پر قفل لگادیا جاتا ہے۔ اور ایک مسلح سپاہی دروازے کی نگہبانی کرتا ہے۔

زبان - کتابیں

اور لٹریچر

زبان اور اس کے علوم کا مختصر ذکر مدرسے کی ذیل میں آچکا ہے۔ مگر کچھ اور حالت ہی بیان کئے جاتے ہیں۔

لکھنے کے حروف شمال سے لیکر جنوب تک ایک ہی ہیں۔ مگر تلفظ مختلف ہے اور ایسا ہی حال ہے جیسے کہ انگریز فرانسیسی اور جرمنی لوگ عدد ۲ کے معنے تو سب سمجھتے ہیں مگر ہر ایک قوم میں اسکا تلفظ مختصر ہے۔

علمی چینی زبان ونلی کہلاتی ہے۔ فصیح زبانیں بھی چند ایک ہیں۔ بعض میں تو چنداں اختلاف نہیں ہے اور بعض میں اتنا اختلاف ہے جیسے کہ بنگالی اور ہندی میں۔

ماندری زبان فصیح زبانوں میں سے نہایت ضروری اور مفید ہے۔ یہ دریائے ینگسی کے شمالی ملک اور بعض جنوبی حصوں میں بولی جاتی ہے۔ تمام سرکاری ملازم اسے سیکھتے ہیں اور اور لوگ بھی ہر ایک جگہہ اس کا مفہوم پالیتے ہیں۔

کتابیں

چینی لوگ ان چیزوں کو جو لکھنے کے کام آتی ہیں کتب خانے کے چار بیش قیمت چیزیں کہتے ہیں۔ یعنے پنسل سیاہی۔ کاغذ اور دوات

کاغذ اکثر بانس کا بنایا جاتا ہے۔ جسے کوٹ کر نہائیت باریک کر لیا جاتا ہے۔ اور پھر اس میں کھار ملائی جاتی ہے۔ یہ کاغذ صاف - پتلا اور زرد رنگ کا ہوتا ہے۔ کاغذی درخت کے چھلکے سے بھی کاغذ بنایا جاتا ہے اور ردی اور دیگر چیزیں بھی اس کام میں لائی جاتی ہیں۔

کہتے ہیں چین میں چھاپے کا کام ۹۰۰ برس سے جاری ہے۔ وہ کاغذ اس طرح چھاپتے ہیں کہ پہلے پتلے کاغذ پر حروف لکھتے ہیں۔ اور ایک چوبی قالب پر لیوی سے اُسے لگا دیتے ہیں۔ پھر کاغذ کو انگلیاں بھگو کر ملتے ہیں حتی انکے حرف صاف نظر آجاتے ہیں۔ پھر خالی کاغذ کو کاٹ لیا جاتا ہے۔ اور صرف حروف ہی قالب میں رہجاتے ہیں۔ اس قالب پر سے کاغذ چھاپے جاتے ہیں۔ چونکہ کاغذ بہت پتلا ہوتا ہے اسلئے ایک ہی طرف چھپتا ہے۔ اور کتاب کا ہر ایک ورق دوہرا ہوتا ہے۔ امریکہ کے پرنٹروں نے چینی زبان کا بھی ٹائیپ بنایا ہے اور معمولی طور پر چھاپتے ہیں۔

چینی ہر ایک تحریر کے متعلق بڑا وہم رکھتے ہیں اور اکثر اوقات دیواروں پر چھوٹے چھوٹے اشتہار ہی چسپاں کئے جاتے ہیں۔ جن میں لوگوں کو مطبوعہ کاغذات کی تعظیم کرنے کی

ترغیب دی جاتی ہے۔ اور مفصلہ ذیل ثواب اور عذاب کا ذکر ہوتا ہے:۔

وہ جو شخص چھپے ہوئے کاغذ جمع کرتا ہے دھوتا ہے اور جلاتا ہے۔ اس میں ۵۰ ہزار نیک اور صاف ہوتے ہیں۔ اسکی عمر ۱۲ سال زائد کئے جاتے ہیں۔ وہ معزز اور دولتمند ہو جائیگا اور اس کے بیٹے اور پوتے نیک اور فرماں بردار ہونگے۔

جو شخص قابل تعظیم کاغذ پر مسائل لکھتا ہے اور لوگوں میں تقسیم کرتا ہے اس میں پانچسو نیک اور صاف ہوتے ہیں اسپر کبھی الزام نہیں آئیگا۔ اور اس کی اولاد بڑی نیک ہوگی۔

جو شخص میلے پانی میں لکھے ہوئے کاغذ کو ڈالتا ہے یا اسے ناپاک جگہ میں جلاتا ہے اسمیں ۲۰ برائیاں ہوتی ہیں۔ اور اسکی آنکھیں ہمیشہ دکھتی رہینگی۔ اور وہ اندھا ہو جائیگا۔

لوگ ثواب حاصل کرنے کی غرض سے آدمیوں کو ٹوکریاں دیکر باہر بھیجدیتے ہیں۔ تاکہ وہ لکھے ہوئے کاغذوں کے پرزے چن لائیں۔ بعض گلیوں میں ان پرزوں کے جمع کرنے کے لئے کھتے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ جب بہت سے جمع ہو جاتے ہیں تو انہیں مندروں کے آتشکدہ میں جلا دیتے ہیں۔ اور راکھ جہاز والوں کو دیدیتے ہیں۔ جو طوفان کے وقت لہروں کے ہلکا کرنے کے لیئے اسے پانی میں ڈالتے ہیں۔ ان کاغذوں کے جلائے جانے میں جسقدر روپیہ خرچ ہوتا ہے وہ علم کے دیوتا کا نذرانہ خیال کیا جاتا ہے۔

لٹریچر (علم ادب)

چین کی زبان دانی کی کتابوں میں سے نہایت قدیمی اور قابل تعظیم کتاب تغیرات ہے۔ جسکی تعلیم وتکریم کی زیادہ تر وجہ یہہ ہے کہ وہ عام فہم نہیں۔ دو ہزار برس گذرے ہیں۔ کہ کنفوسس نے اس کے معنے حل کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ حال میں یہہ دریافت ہوا ہے کہ جس زبان میں وہ کتاب لکھی ہوئی ہے وہ زبان بھی معدوم ہو گئی ہے۔ جو عرصہ گذرا ہے کہ اسیریا میں بولی جاتی تھی۔ اس کتاب میں لغت بھری ہوئی ہے اور غالبا جب چینی لوگ اصلی وطن سے چین میں آکر آباد ہوئے تو یہہ کتاب بھی ہمراہ لائے دوسرے درجہ پر "کتاب اوڈینز" (   ) ہے۔ اسمیں عام گیتوں کا انتخاب ہے۔ جس میں زیادہ تر یہ سکھایا گیا ہے۔ کہ رعایا اپنے حکام کی نسبت کیا خیال رکھتی ہے۔

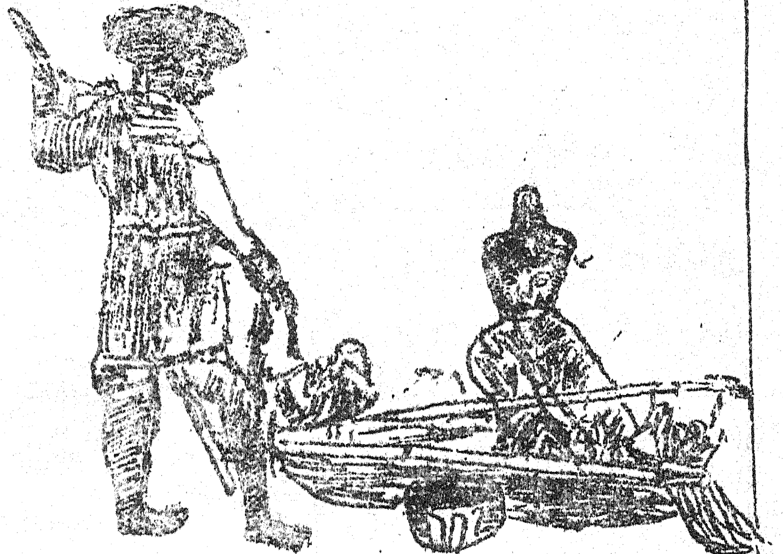

مچھلی پکڑنے والی کشتی
متعلقہ صفحہ ۲۵

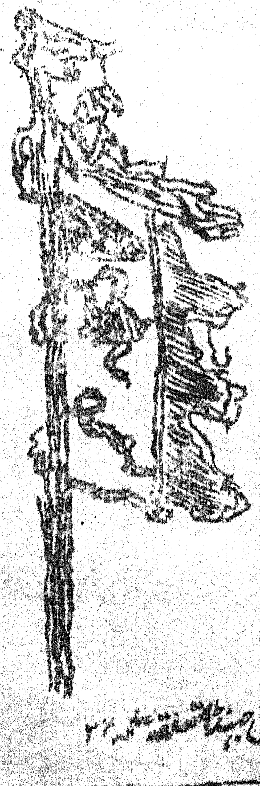

چینی جھنڈا متعلقہ صفحہ ۲۷

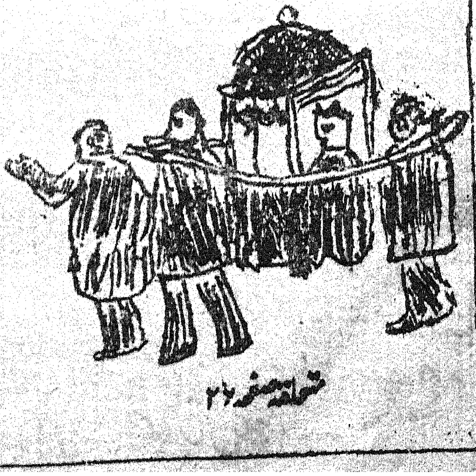

متعلقہ صفحہ ۲۶

تیسرے درجہ پر کتاب تاریخ ہے۔ اور کہتے ہیں کہ یہ کتاب کنفوشس کی تصانیف سے ہے۔ زیادہ تر اسمیں بادشاہوں اور وزرا کی باہم گفتگو ہے۔ چنانچہ ایک موقعہ پر وزیر شہنشاہ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ نیکی عمدہ گورنمنٹ کی بنیاد ہے۔ غلطیوں سے شرمندہ نہیں ہونا چاہیئے۔"

چوتھے درجہ پر بہار اور خزاں کے تذکرے ہیں۔ جو کنفوشس نے لکھی ہے۔ ناظرین اس کتاب کو پڑھکر سخت مایوس ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس میں واقعات کو نہایت اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

پانچویں درجہ پر کتاب رسوم ہے۔ جو مسیح سے پیشتر بارہویں صدی میں ڈیوک آف چو کے نام سے منسوب کی گئی ہے۔ اسمیں اقوام کی رسوم اور رواج کا ذکر ہے۔ اور زمانہ حال تک پیکن میں کمیٹی رسومات مقرر ہے۔ جسکا فرض یہی ہے کہ کل سلطنت میں کتاب کے بموجب رسومات کا عملدرآمد جاری رکھوے

یہ کتابیں کنفوشس کی تاثیر کی وجہ سے چینیوں میں بطور بنیاد وہمہ علم وہمہ اخلاق قبول کی گئیں۔ مگر بعد ازاں ان میں چار کتابیں اور بھی شامل کی گئیں۔ جو کنفوشس کے مریدوں نے لکھی تھیں۔

چینی اور ہندی لٹریچر کا مقابلہ

چینی اور ہندی لٹریچر میں بڑا بھاری اختلاف یہ ہے کہ چینی زبان کے الفاظ زیادہ تر ایک ہی سیلیبل (جو ایک دفعہ منہ سے نکلے) کے ہوتے ہیں۔ اور انمیں تبدیلی نہیں ہوتی جبکہ سنسکرت کے الفاظ بہت لمبے ہوتے ہیں۔ اور انمیں بہت سا تغیر بھی واقع ہوتا ہے۔

ہندو لوگ خیال اور وہم میں زیادہ مبتلا ہوتے ہیں۔ اور اصلیت اور حقیقت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مگر چینی لوگ عملیات کے زیادہ مشتاق ہوتے ہیں۔ چینی زبان میں رامائن اور مہابھارت نہیں ہے۔ مگر اسمیں چھوٹے چھوٹے تاریخی تذکرے ہیں جو ہندوؤں کے پاس بالکل نہیں ہیں۔

چینیوں کا علم ادب چار حصوں زبان دانی فلسفہ۔ تاریخ۔ اور نظم میں منقسم ہے۔ انکی بڑی مشہور و معروف کتاب انسائکلوپیڈیا ہے جس میں ۵۰۲۰ جلدیں ہیں۔ اور وہ قدیمی اور موجودہ لٹریچر کا ایک کامل مجموعہ ہے۔ شہنشاہ کانگھی (۱۶۱۲-۱۷۲۳) کے حکم سے یہ کتاب تیار کی گئی ہے۔ جو موجودہ مانچو خاندان کا دوسرا شہنشاہ تھا۔ کہتے ہیں کہ اسکی

سو جلدیں چھاپی گئی تھیں۔ جن میں سے ایک لنڈن کے عجائب خانہ میں ہے چینی لوگ نظم کے بڑے مشتاق ہیں۔ اور ان کی نظم نہایت سادہ ہوتی ہے ایک لحاظ سے چینی لٹریچر ہندی لٹریچر سے افضل تر ہے۔ اور وہ یہ کہ اسمیں گندی داستانیں نہیں ہیں۔ اور اخلاق پر اسکا نہایت عمدہ اثر پڑتا ہے۔

ابتک چین میں صرف ایک اخبار بنام نہاو پیکن گزٹ روزانہ شایع ہوتا تھا۔ جس کا حجم بہت چھوٹا ہے۔ اور صرف سرکاری اشتہارات ہی اسمیں درج ہوتے ہیں۔ مگر اب جہاں انگریز سوداگر ہیں اخبارات بھی جاری ہونے شروع ہو گئے ہیں۔

حکومت

شہنشاہ

چینی گورنمنٹ مطلق العنان ہے۔ شہنشاہ اپنی رعایا کا باپ سمجھا جاتا ہے۔ جیسے ایک خاندان میں باپ کے حکم کی تعمیل ضروری ہوتی ہے ویسے ہی بادشاہ کا حکم رعایا کو ماننا پڑتا ہے شہنشاہ کو اکثر "آسمان کا بیٹا" کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اسکا باپ آسمان اور ماں زمین قرار دیجاتی ہے۔ لوگ جب شہنشاہ کو مخاطب کرتے ہیں تو "صاحب دہ ہزار سال" کے خطاب سے پکارتے ہیں اور شہنشاہ عموماً اپنے لئے "ہم" کا لفظ استعمال کرتا ہے یا "مرد واحد کا"۔ اسے دیکھنا ایسا ہی سمجھا جاتا ہے جیسے کہ ایک "اژدہا" کو دیکھنا۔ اس کے تخت کو بھی "اژدہا کا تخت" کہا جاتا ہے۔ جو "اژدہا" ایک خیالی وجود ہے اور چین کی جھنڈی کا نشان ہے۔ (تصویر دیکھو صفحہ ۳۰)

چینی لوگوں کے خیال کے بموجب اس اژدہا کا سر اونٹ کا۔ سینگ ہرن کے۔ آنکھیں خرگوش کی۔ کان گائے کے۔ اور گردن سانپ کی ہوتی ہے۔ اس کے منہ سے دم لینے کے وقت کبھی پانی نکلتا ہے اور کبھی آگ نکلتی ہے۔ اور اسکی آواز تانبے کے طاسوں کی جھنکار کے مشابہ ہوتی ہے۔

پیکن

چین کے دارالخلافہ کا نام پیکن ہے۔ اس کے معنے شمالی دارالخلافہ کے ہیں۔ گویا بڑا پرانا شہر ہے مگر سنہ ۱۲۶۴ء میں جب چین کو مونگل لوگوں نے فتح کیا۔ اسے دارالخلافہ بنایا گیا۔ یہ شہر دریائے پیہو سے بارہ میل اور سمندر سے ایک سو میل کے فاصلہ پر ہے۔

اس شہر کے دو حصے ہیں۔ ایک شمالی جسے تاتاری شہر کہتے ہیں۔ اور دوسرا جنوبی جسے چینی شہر کہتے ہیں۔ فصیلوں کا گردا قریباً بیس میل ہے۔ دیواریں مٹی اور اینٹوں کی بنی ہوئی ہیں۔ تاتاری شہر کی فصیلیں پچاس فٹ اونچی اور چالیس چوڑی ہیں۔ مگر چینی شہر کی تین فٹ اونچی اور بیس فٹ چوڑی ہیں۔ ساٹھ ساٹھ گز کے فاصلہ پر مربع برج بنے ہوئے ہیں۔ اور ۱۶ پھاٹکوں میں ہر ایک پر گھنٹہ گھر بنا ہوا ہے۔

تاتاری شہر کے وسط میں ایک احاطہ ہے جسکا محیط دو میل کے قریب ہے۔ اس میں شاہی محلات۔ مندر اور تفریح و تفنن کی جگہیں بنی ہوئی ہیں۔ شاہی محل کو بعض وقت "سنہری محل" اور "آسمانی دربار" کو نام سے پکارا جاتا ہے۔ کونسل کا کمرہ بھی آسمانی محل میں ہے۔ اور شہنشاہ بیگم زمینی آرام کے محل میں رہتی ہے۔ ایک بڑا ہال صرف اسلئے مخصوص ہے کہ وہاں کنفوسنس اور دیگر بزرگوں کی نذریں چڑھائی جائیں۔ باغوں میں بارہ دریاں فوارے۔ نہریں جھیلیں اور مصنوعی پہاڑ بھی بنے ہوئے ہیں۔

عام دفاتر اور بیرونی تجارت کے سفیروں کے دفاتر بھی مکانات ممنوعہ شہر سے باہر ہیں۔

پیکن کی بڑی بڑی گلیاں وسیع ہیں۔ مگر ان پر فرش نہیں۔ گرمی کے موسم میں وہاں خاک اڑتی ہے۔ اور برسات میں کیچڑ ہو جاتا ہے۔ اور عموماً گندگی کی بو آتی ہے۔ اور اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ بعض گلیاں بلحاظ نام اسم بامسمے ہیں۔ مثلاً "کوچہ دندان سگ" "کوچہ دم سگ" وغیرہ وغیرہ۔

جنوبی شہر میں بکثرت آبادی تاجر لوگوں کی ہے اور وہاں تماشاگاہ اور مذبحے بنے ہوئے ہیں۔ جہاں قربانیاں چڑھائی جاتی ہیں۔ ہر دو شہروں میں باغ بکثرت ہیں۔ آبادی کا اندازہ مبالغہ سے لگایا گیا ہے۔ مگر غالباً پانچ لاکھ سے کم نہیں ہے۔

سرکاری افسر

شہنشاہ نے گورنمنٹ کے کام میں امداد کے لئے ایک کونسل بنائی ہوئی ہے۔ جس میں پانچ ممبر ہوتے ہیں۔ اور جو چار اور چھ بجے صبح کے درمیان شہنشاہ کے روبرو سلطنت کا کام انجام دیتے ہیں۔ علاوہ اس کونسل کے شہنشاہ کے پاس ایک سیکرٹری بھی ہے ایک فارن آفس بھی ہے۔ اور چھ بورڈ ہیں ۱ کمیٹی درباریوں کی ۲ بورڈ آف سول آفس ۳ کمیٹی آمد سرکار ۴ بورڈ آف ریونیو۔

۳ کمیٹی رسومات (بورڈ آف سیریمونیز)۔

۴ کمیٹی جنگ (بورڈ آف وار)۔

۵ کمیٹی سزادہی (بورڈ آف پنشمنٹ)۔

۶ کمیٹی تعمیرات (بورڈ آف ورکس)۔

چین کے اٹھارہ صوبے ہیں۔ ان میں پندرہ تو آٹھ نیابتوں کے ماتحت ہیں۔ اور باقی تین میں گورنر رہتے ہیں۔ ہر ایک صوبہ دار آزاد اور خود مختار ہے۔ جبتک کہ قوانین پر ان کا پورا عملدرآمد ہے۔ ہر ایک وائسرائے کے ماتحت گورنر ہوتے ہیں۔ اور گورنر کے ماتحت پریفکٹ اور سب پریفکٹ ہوتے ہیں۔ اور ان کے ماتحت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور دیگر چھوٹے عہدہ دار ہوتے ہیں۔ ہر ایک وائسرائے اپنے طور پر فوج وغیرہ کا انتظام کرتا ہے۔ اور اپنی مرضی پر انہیں شاہی آمدنی سے تنخواہ دیتا ہے۔

تمام تقررات تین سال تک ہوتے ہیں کوئی ماندری اپنے وطن میں عہدہ نہیں پاسکتا اور نہ کوئی اسکا رشتہ دار اس کے ماتحت ملازم ہوسکتا ہے۔ چین میں تنخواہیں بہت کم دیجاتی ہیں۔ اور افسر عموماً ماتحتوں کا گلا کاٹتے ہیں۔ چنانچہ کانٹن میں محصول کے سپرنٹنڈنٹ کی تنخواہ آٹھ ہزار روپیہ سالانہ تھی۔ مگر اس کی سرکاری رہائش کا خرچ چھبیس ہزار روپیہ ماہوار تھا اور پھر بھی جب انہوں نے اپنے عہدہ سے استعفا دیدیا تو انکے پاس دس لاکھ روپیہ کا سرمایہ تھا۔

تنخواہ کے عوض
علاوہ رشوت لینے کے چینی افسر عموماً اپنے ماتحتوں سے بہت روپیہ لیتے ہیں۔ اور الچی ماندری جتنے الامکان اپنی میعاد حکومت میں روپیہ جمع کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ یہ تقرر عموماً رشوتیں دیکر حاصل ہوتے ہیں۔

سزائیں

چین کی سزائیں بڑی سنگین ہیں۔ چینی قانون کے بموجب کوئی مجرم سزا نہیں پاتا جبتک کہ وہ اقبال جرم نہ کرے۔ اس لئے اقبال کرانے کے لئے بڑی ایذا دیجاتی ہے۔ یہانتک کہ گواہوں کو بھی جو شہادت دینے سے انکار کریں ایذا پہنچائی جاتی ہے۔ اور یہ ایذائیں اس قسم کی ہوتی ہیں کہ ملزم کو بید سے پیٹا جاتا ہے۔ یا چمڑے کے تسمے سے اسکے کانوں پر جڑے جاتے ہیں۔ اور یا اس کے ٹخنوں پہ چھڑیاں توڑی جاتی ہیں۔ یہ تو ہلکی سی ایذائیں ہیں۔ سنگین مجرموں کو اس سے بھی سخت ایذائیں دیجاتی ہیں۔ یہانتک کہ بعض اوقات وہ ان ایذاؤں کی برداشت نہ کرنے کی وجہ سے جلد مرجاتے ہیں اور اسطرح ہمیشہ کے لئے رہائی

پا جاتے ہیں۔

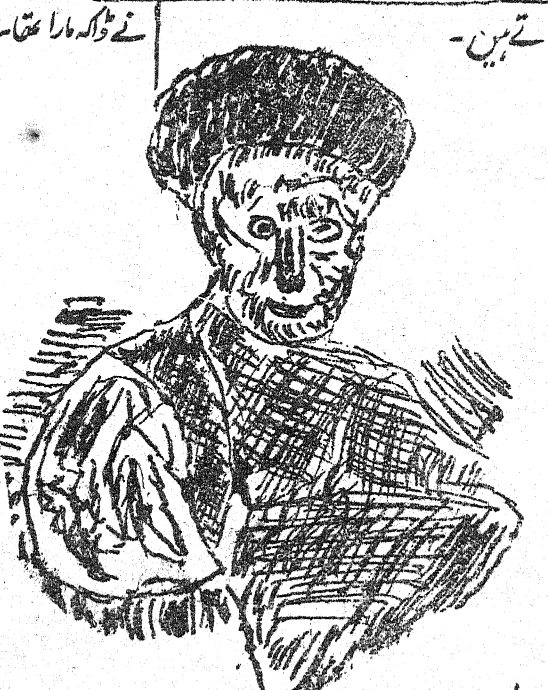

متعلقہ صفحہ ۳۴

پرنس کنگ اور چینی سٹیٹسمین

خفیف جرائم کے لئے صرف یہہ سزا دیجاتی ہے کہ مجرم کے گلے میں ایک چوبی چوکھٹہ ڈالدیا جاتا ہے۔ جسپر اس کے جرم کا نام کندہ ہوتا ہے مگر کبیرہ جرائم کے لئے عموماً اس جگہہ جہاں جرم سرزد ہوتا ہے۔ مجرم کا چمڑا بید سے اتارا جاتا ہے۔ اور ایک نقیب مجرم کے جرم کو بلند آواز سے مشتہر کرتا ہے۔ چوبی قفس میں قید کرنا بھی ایک سنگین سزا سمجھی جاتی ہے۔ اور عموماً تو سرتن سے جدا کرنے کی سزا دیجاتی ہے ایک انگریز نے ۳۶ آدمیوں کے سرتن سے جدا ہوتے دیکھے جنکا یہہ جرم تھا کہ انہوں نے ڈاکہ مارا تھا۔ ان کے قتل کے لئے دو جلاد تھے۔ مجرم دو صفوں میں آگے پیچھے کرکے بٹھائے گئے اور دو صفوں کے درمیان دونوں جلاد ایک اگلے سرے اور ایک پچھلے سرے پر کھڑا تھا اور دائیں بائیں تلوار چلاکر انہوں نے قریباً دو منٹ میں سب کے سر کاٹ کر الگ رکھدیئے۔ انکا ایک وار بھی خالی نہ گیا۔

چینی لوگ قتل کی سزا سے بہت ڈرتے ہیں کیونکہ انکا اعتقاد ہے کہ جس شخص کا سر تن سے اس جہاں میں الگ کیا جاتا ہے۔ وہ اگلے جہان میں بھی بے سر اٹھتا ہے۔ اس لئے وہ کوشش کرتے ہیں کہ سر کو بھی تن کے ساتھ ہی دفن کردیں۔ اور بعض بڑے رتبے والے مجرموں کے ساتھ یہہ رعایت بھی کیجاتی ہے کہ ان کا سرتن سے بالکل جدا نہیں کیا جاتا پدر کشی۔ مادر کشی اور دیگر خونوں کے لیئے معمولی حکم بتدریج اور ایذا دہ موت کا حکم صادر ہوتا ہے۔ اور وہ اسطرح دیجاتی ہے کہ مجرم کو صلیب کے ساتھ لٹکا دیا جاتا ہے۔ اور ایک سے لیکر ۱۲۶ تک چھید اسکے جسم میں کیئے جاتے

ہیں بعد ازاں اسکا دل چھیدا جاتا ہے۔ اور آخرکار جب مجرم مرجاتا ہے تو اس کے بند بند جدا کیے جاتے ہیں۔ سنہ ۱۸[illegible]ء میں دس سزائیں اس قسم کی دیگئیں جو پیکن گزٹ میں مشتہر کی گئیں۔

مجرموں کو زیادہ تکلیف اسوجہ سے ہوتی ہے کہ قید خانے نہایت گندے اور ناپاک ہوتے ہیں۔ اور علاوہ داروغوں کی سختی کے مجرموں کو غذا بھی نہایت بری دی جاتی ہے۔ اور اسپر ستم یہ کہ مچھر مجرموں کو زیادہ ستاتا ہے۔ زمین اگر چند انچ کھود دی جائے تو اسمیں سے بکثرت مچھر نکلتے ہیں۔ اور ہر ایک قیدی ان سے نہایت خوف کھاتا ہے۔ چینی جیلخانوں میں جن قیدیوں کو داخل کیا جاتا ہے اس کے جسم پر بوجہ ابتدائی کارروائی کی مارپیٹ کے ضرور ہی زخم ہوتے ہیں۔ اور مچھر بھی ان زخموں کی طرف دوڑتے ہیں۔ قیدی بیچارے چونکہ زنجیروں میں جکڑے ہوتے ہیں۔ انہیں ہٹا نہیں سکتے۔ گو وہ خوب جانتے ہیں کہ اگر ایک دفعہ مچھر ان کے زخم تک پہنچ گیا تو ان کی ہلاکت میں کوئی شبہ نہیں رہیگا۔ اور اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ جیل خانہ کا قیدی بمشکل جانبر ہو سکتا ہے۔

چین کے مذاہب

چینی لوگوں کے تین مذہب ہیں۔ ایک کنفوسس کا مذہب۔ دوسرا تاؤ مذہب۔ تیسرا بدھ مذہب۔ اول الذکر کا نام بعض وقت مذہب علما بھی رکھا جاتا ہے۔ مگر چینی لوگ اکثر کے تاؤ مذہب کے قطبی ستارے کی دیبی کے پاس پناہ لیتے ہیں اور بدھ مذہب کی رحم کی دیبی کے روبرو تولید فرزند کے لئے دو زانو بیٹھکر دعا مانگتے ہیں۔ یہ تینوں مذہب ایسے ملے ہوئے ہیں کہ چینیوں میں اس بات کی تمیز نہیں کی جا سکتی کہ وہ خاصکر

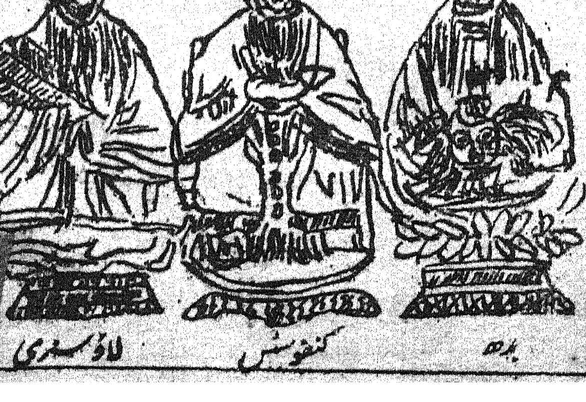

کس مذہب کے زیادہ معتقد ہیں۔ بزرگوں کی پرستش کا یہاں عام رواج ہے۔

شانگھی وہ خدا ہے جسکا علاقہ چینی قوم کی ابتدائی روایات کے ساتھ ہے۔ ایک چینی کتاب میں اسکو اسطرح مخاطب کیا گیا ہے۔

"تو نے ہی آسمان بنایا۔ تو نے ہی زمین بنائی۔ تو نے ہی انسان کو پیدا کیا اور تمام اشیاء تیری ہی پیدا کی ہوئی ہیں جنہیں تو نے پھر پیدا ہونے کی قوت بخشی ہے۔"

کہتے ہیں کہ شہنشاہ ہوانگی نے (۲۶۹۷ پیشتر مسیح) اسکی پوجا کے لئے ایک مندر تعمیر کرایا اور بعد ازاں جتنے شہنشاہ گذرے ہیں سب اس مندر کی پوجا کرتے رہے ہیں۔

پیکن کے جنوبی حصہ میں ایک میل مربع کا ایک احاطہ ہے۔ جہاں آسمانی مندر بنا ہوا ہے۔ وہاں مبارک سال کے لئے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ یہاں چینیوں کے بڑے خدا کی پوجا نہایت پاک رسوم کے ساتھ ہوتی ہے۔ شہنشاہ بطور نائب سلطنت کے اکیلا اس پاک مندر میں پوجا کرنے جاتا ہے جہاں کسی قسم کا بت نہیں ہے۔ سال میں تین دفعہ شہنشاہ وہاں جاتا ہے نیز دیگر خاص موقعوں پر بھی جاتا ہے۔ قربانی کے دن پہلے شام کو وہ ہاتھی کی گاڑی میں سوار ہو کر معہ اپنے وزراء کے روزے کے محل میں جاتے ہی رات بھر وہاں خیالات میں غرق رہتا ہے۔ علے الصباح وہ مذبح کی سیڑھیاں چڑھتا ہے اور ۲۷ قدموں میں اوپر جا پہنچتا ہے۔ یہاں وہ شانگھی کے مندر کے آگے سر جھکا کر سجدہ کرتا ہے اور قربانی چڑھا کر وہ دعا مانگتا ہے۔ جس میں وہ اپنے آپ کو نہایت عاجز ظاہر کرتا ہے۔ اور خدا سے سلطنت کی بہتری کا خواہاں ہوتا ہے۔

شانگھی کی پوجا صرف شہنشاہ تک ہی محدود ہے۔ دیگر باشندوں کا حق نہیں کہ آسمانی مذبح تک جا سکیں۔ انکا فرض یہی ہے کہ اپنے والدین کی خدمت کریں بھائیوں کو پیار کریں۔ حکام کی اطاعت کریں۔ اور اسی علم میں خوش رہیں جو انہیں حاصل ہو چکا ہے۔ اپنے ہمسائیوں کے ساتھ امن اور سلوک سے رہیں اور ٹیکس ادا کرتے ہیں

کنفوشئس مذہب

استاد کنگ مسیح سے ۵۵۱ سال پیشتر پیدا ہوا بعد ازاں اسکا نام کنفوشس مشہور ہوا۔ مختلف متقدم بزرگوں نے اسکی پیدائش کی پیش گوئی کی تھی۔ وہ ابھی تین سال کا

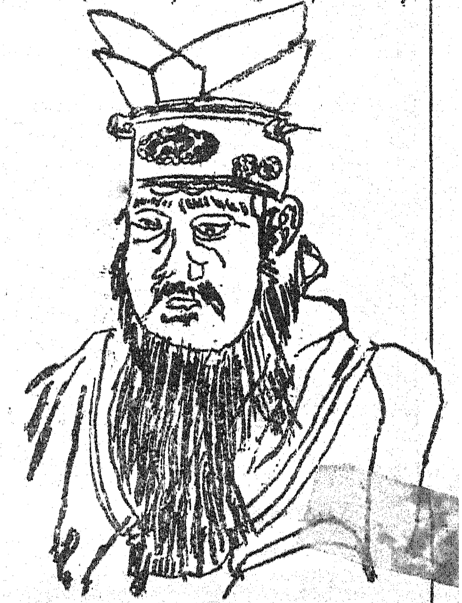

استاد کنفوسئس

بچہ تھا کہ باپ اس کے سر سے گذر گیا۔ مگر اسکی ماں نے اسکی پرورش نہایت احتیاط کے ساتھ کی۔ ابتدا سے ہی اسے تعلیم کا شوق پیدا ہوا اور اپنے ملک کے قوانین کی تعظیم و تکریم اس کے دل میں سما گئی۔ ۱۹ سال کی عمر میں کنفوسئس نے شادی کی مگر چار دفع اس نے اپنی عورت کو چھوڑ دیا صرف اس غرض کے لئے کہ اُسے علمی مطالعہ اور حقوق العباد یاد کرنے کے لئے فرصت ملے۔ شروع میں اُسے چراگاہوں اور گلہ کا انسپکٹر جنرل مقرر کیا گیا۔ مگر جب وہ ۲۳ سال کا ہوا تو اسکی ماں مر گئی۔ اور چین کی قدیمی رسوم کے بموجب اس نے اپنے عہدہ سے استعفا دیدیا اور اپنی ماں کی تدفین کی رسوم بڑی شان و شوکت کے ساتھ ادا کیں۔ اور پورے تین سال تک اپنی ماں کے ماتم میں گھر کے اندر بیٹھا رہا اور اپنا سارا وقت فلسفہ کے مطالعہ میں خرچ کرتا رہا۔ کنفوسئس اس بات کی اشد ضرورت سمجھتا تھا۔ کہ اپنے مُردہ بزرگوں کی تعظیم و تکریم خواہ ان کی قبروں پر اور خواہ مکان کے کسی حصہ میں جو اس مطلب کے لئے مخصوص کیا گیا ہو کیجائے۔ اور یہی وجہ ہے کہ چین کے ہر ایک مکان میں ایک کمرہ بزرگوں کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس میں بزرگوں کے لئے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ اور سالانہ کی رسم ادا کی جاتی ہے۔

کنفوسئس نے بعد ازاں ہم وطنوں کو اخلاق کے اصولوں پر تعلیم دینی شروع کی۔ اس نے شائستگی کی ہستی سے انکار تو نہیں کیا۔ مگر اسکی طرف لوگوں کو توجہ بھی نہیں دلائی۔ اس کا تعلق انسان کے ساتھ بطور سوسائیٹی کے ایک ممبر کے تھا۔ اور اسکی تعلیم کا منشا صرف یہی تھا کہ انسان پاکیزگی اور پرہیزگاری کے اُن اصولوں کو اختیار کرے جنہیں اس کی اپنی خوشی اور اسکی سوسائیٹی کی خوشی منظور ہو۔ اس نے یہ قرار دیا کہ انسان نیک بنایا گیا ہے اور اُسے اوصاف حمیدہ عطا کئے گئے ہیں جنہیں اگر وہ جائز طور پر استعمال میں لائے

تو اُسے خدا کی ایسی عقل اور دانائی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور وہ آسمان کے برابر ہو جاتا ہے چنانچہ اس کے اصول یہ تھے۔

"اول ہر ایک انسان کو مقدس اصولوں کے بموجب اپنے خاندان پر حکومت کرنی چاہئے۔ اور آخر میں اُسے شہنشاہ کے ساتھ جو رعایا کا باپ ہے۔ ایسی پسرانہ اطاعت ظاہر کرنی چاہیئے۔ جو ایک بیٹے کو سزاوار ہے۔ اور جس کی وہ اپنی اولاد سے خواہش رکھتا ہے۔ اور شہنشاہ کی تعظیم و تکریم ایسی کرنی چاہئے جیسی کہ وہ اپنے بزرگوں کی کرتا ہے۔ کیونکہ یہی اصول خانگی۔ چین۔ سوشل امن اور عوام الناس کی سلامتی کا موجب ہیں"

جب کنفوسئس کی میعاد ماتم گذر گئی تو وہ مختلف ریاستوں میں گیا۔ جہاں وہ بطور ایک مصلح کو کام کرتا رہا۔ اور ایک ریاست کی حالت جہاں کا وہ گورنر مقرر کیا گیا اس قدر سدھر گئی کہ ایک ہمسایہ پرنس کو اس پر رشک آیا اور اس نے شہنشاہ کے پاس چند خوبصورت عورتیں اور گھوڑے بطور تحفہ بھیجکر درخواست کی کہ کنفوسئس کو گورنری سے علیحدہ کیا جاوے۔ یہ تدبیر کارگر ہو گئی۔ اور کنفوسئس نہایت افسوس کے ساتھ وہاں سے چلا گیا۔ پھر تیرہ سال تک وہ شہر بشہر گھومتا رہا اور لوگوں کو نصیحت کرتا رہا۔ مگر کسی نے اس کی بات نہ سنی بلکہ بعض جگہوں میں اُسے ایذائیں بھی دی گئیں اور ایک موقعہ پر اُسے قید کر دیا گیا۔

جب کنفوسئس مایوس ہو گیا تو اُس نے وعظ کرنا چھوڑ دیا۔ اور اپنے وطن میں آکر نہایت اخلاص کے ساتھ تصانیف میں وقت صرف کرنے لگا۔ اور مرتے دم تک باہر نہ گیا۔ آخر ۴۷۹ سال پیشتر مسیح کے ستر سال کی عمر میں اس نے وفات پائی۔ اُسے مرے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ اسکی تعظیم و تکریم لوگوں میں پھیلنے لگی۔ اور لوگوں نے بڑے عجیب عجیب القاب اس کے نام کے ساتھ منسوب کئے اور اُسکی اولاد جو اب تک چین میں موجود ہے معزز سمجھی جاتی ہے۔ حالانکہ کنفوسئس کی وفات کو ستر پشتوں سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔ کنفوسئس کی قبر پر چار طرف سے لوگ زیارت کو لئے آتے ہیں اور ہر ایک شہر میں اس کے نام سے ایک ایک مندر قائم کیا گیا ہے۔

سال میں دو دفعہ شہنشاہ چین پیکن کے منچو کالج میں جاتا ہے۔ اور دو دفعہ دوزانو ہو کر اور چھ دفعہ زمین پر سجدہ کر کے

کنفیوشس کو پکارتا ہے۔ اور کہتا ہے ''اوہ کامل دانشمند! تو بڑا بزرگ ہے! تجھ میں کامل خوبیاں ہیں تیری تعلیم کامل ہے۔ تیرے قوانین اور ضابطے بڑی شوکت کے ساتھ ملک میں رائج ہیں۔ فانی انسانوں میں تیرا ثانی کوئی نہیں تمام بادشاہ تیری عزت کرتے ہیں تو اس شاہی مدرسہ کا مربی ہے۔ بڑی تعظیم کے ساتھ قربانی کے برتن تیرے پیشکش کئے جاتے ہیں۔ اور دہشت سے بھر کر ہم دف اور گھنٹیاں بجاتے ہیں''

اسی تاریخ کو موسم بہار اور خزاں کے دنوں میں ہر ایک شہر کے حکام مقامی مندروں میں جاتے ہیں اور اپنے شاہی استاد کی پرستش کرتے ہیں۔

قربانی کے وقت سے ایک روز پہلے کئی ہزار علماء مندر میں جاتے ہیں۔ اور کامل دانشمند کو سجدہ کرتے ہیں۔ وہ دن اسی طرح گذرتا ہے اور رات کو پچھلے پہر قربانی دی جاتی ہے۔ ایک بیل ۲۶ بھیڑیں اور ۲۲ سور قتل کئے جاتے ہیں جنہیں بعد ازاں مندری لوگ کھاتے ہیں۔ مندر کے سامنے ایک بڑا خیمہ لگایا جاتا ہے۔ جہاں گورنر جنرل دستور العمل کے بموجب عبادت شروع کرتا ہے۔ اور آخر میں باجا بجتا ہے۔ جسکا مفہوم یہہ ہوتا ہے۔

کنفیوشس ہے کنفیوشس! کنفیوشس بزرگ ہے کنفیوشس!
کنفیوشس سے پہلے کوئی نہیں کنفیوشس!
کنفیوشس سے پیچھے کوئی نہیں ہوا کنفیوشس!
کنفیوشس! کنفیوشس! کنفیوشس بزرگ ہے کنفیوشس!

جب کوئی طالب علم سکول میں داخل ہوتا ہے تو پہلے وہ کنفیوشس کے مندر کے آگے سجدہ کرتا ہے۔ اور ہر مہینے کی پہلی اور پندرھویں تاریخ کو وہ مقدس آدمی کی پرستش کے لئے موم بتیاں اور عود لے کر آتا ہے۔

کنفیوشس مت دراصل کوئی مذہب نہیں ہے بلکہ ایک طرح کا پولیٹیکل اور سوشل طریقہ ہے جسکی بنا فلسفہ پر رکھی گئی ہے۔ خدا شناسی کے ساتھ اسے کوئی تعلق نہیں اور یہی وجہ ہے کہ لوگوں کو اس مذہب سے اطمینان نہ ہوا۔ اس لئے انہوں نے تاؤ مذہب اور بدھ مذہب کو بھی اس کے ساتھ شامل کر دیا۔

تاؤ مذہب

اس مذہب کے بانی کی نسبت خیال کیا گیا ہے کہ ۶۰۰ سو سال مسیح سے پیشتر یا یوں کہو کہ کنفیوشس سے پچاس سال پہلے پیدا ہوا تھا اسکا نام لائوسزی تھا جس کے معنے ''بڈھے لڑکے'' کے ہیں۔ اسکی نسبت یہہ روایت مشہور ہے کہ وہ بڈھا ہی پیدا ہوا تھا۔ اس کا سرکاری نام

اعلےٰ بزرگ اور معزز بادشاہ ہے - پہلے وہ دربار چو میں محافظ دفتر کے عہدے پر مقرر کیا گیا یہاں اُس نے کچھ شاگرد بنا لئے اور انہیں اپنے مسائل لکھانے شروع کئے جو ہندو فلاسفی سے ملتے تھے اور اسی وجہ سے ہندوستان سے اخذ کئے ہوئے معلوم ہوتے تھے -

اسکی تعلیم کا اصل مدعا یہہ تھا کہ انسان خود انکاری کی مشق کر کے اس چیز میں جذب ہو جائے جسے وہ تاؤ کے نام سے موسوم کرتا تھا - جس لفظ کے اصل معنے "راہ" کے ہیں - یہہ ایک ہی راستہ تھا - جس پر کل چیزیں اور ہستیاں چلتی ہیں - وہ سب کچھ تھا - اور کچھ بھی نہ تھا - اور ہر ایک چیز کا سبب اور نتیجہ تھا - تمام چیزیں تاؤ سے نکلیں - تاؤ سے ملی رہیں - اور آخر کار تاؤ کی طرف ہی واپس گئیں - اور لاؤتسزی کا منشا یہی تھا کہ لوگ اس "مادر ہر شے" میں جذب ہو جائیں -

عوام الناس اس مضمون اور پہیلیوں کو نہ سمجھ سکے - اور بعض قصے تو یوں مشہور ہوئے کہ لاؤتسزی نے آبحیات پی لیا تھا - اور اس طرح وہ موت سے مستثنے ہو گیا تھا - اس کے شاگرد اور معتقد بھی اب اسی آبحیات کی تلاش میں رہنے لگے - اور نتیجہ یہہ ہوا کہ تاؤ مذہب جادو گری کا فن بنگیا - لوگ پہاڑوں پر زندگی بخش بوٹیاں تلاش کرنے لگے اور بہتیروں نے جزیروں کی تلاش میں سمندر چہان مارے - یہاں تک کہ شہنشاہوں اور اعلے حکام کے درباروں میں جادوگر لوگ بڑے عہدوں پر مامور ہوئے اور لاؤتسزی کی عمدہ اور پاک تعلیم بالکل فراموش کر دی گئی -

بدھ مذہب

لفظ بدھ مذہب کے معنے ہیں جاننا - اور بدھ مذہب کے بانی گوتم نے یہہ دعوے کیا تھا کہ وہ بدھان ہے - وہ بنارس سے - ایک سو میل کے فاصلہ پر ایک شہر میں پیدا ہوا تھا - مگر اسکی پیدائش کا وقت صحیح طور پر معلوم نہیں - غالباً وہ مسیح سے ۴۸۰ برس پیشتر مر گیا - چار صداقتیں جنکے دریافت کرنے کا اس نے دعوے کیا یہ ہیں -

اول - زندگی ایک دکھ ہے -

دوم - زندگی کی خواہش دکھ کی اصلیت ہے -

سوم - زندگی خواہش کا مارنا دکھ کا مارنا ہے -

چہارم - دکھ کے مارنے کی آٹھ گنے راہ -

گوتم نے یہہ کوشش کی کہ ایک مذہب جاری کرے جس میں خدا کی موجودگی تک نہ ہو اور جس مذہب کا بڑا مقصد نروان حاصل کرنا یعنے جیون مرن کے دکھ سے رہائی پانا ہے

گوتم کے بعض اخلاقی مسائل اچھے ہیں اور اسکا مذہب ایک وقت میں کل ہندوستان میں پھیل گیا اور کئی سو سال تک بنارس کا شہر بدھ کے معتقدوں کا شہر کہلاتا رہا۔ اور آس پاس کے ممالک میں بھی اس مذہب کی اشاعت کی کوشش کی گئی۔

چینیوں نے پہلے پہل ۲۱۷ سال مسیح سے پیشتر بدھ مذہب کا وعظ۔ بدھ مذہب کے واعظوں سے سنا۔ مگر چینیوں کو اس وعظ سے کچھ چنداں واقفیت پیدا نہوئی۔

آخرکار ۶۰ سال مسیح سے پیشتر شہنشاہ منگتی نے ایک سفارت بھیجی جو گیارہ سال کے بعد واپس آئی اور دو تین مقدس کتابیں لائی۔ ایک ہندوستانی بھی سفارت کے ہمراہ آیا۔ جس نے مقدس کتابوں کا چینی زبان میں ترجمہ کیا۔

پانچویں صدی کے قریب ایک چینی بدھ مذہب کا پیرو جسکا نام فاہین تھا۔ ہندوستان میں اس غرض سے آیا کہ بدھ مذہب کی کتابیں تلاش کرکے لائے جو چین میں ابھی تک نہیں پائی جاتی تھیں۔ چودہ سال تک ہندوستان میں شہر بشہر گھومتا رہا۔ اور بہت سی کتابیں جمع کرکے سیلون کی راستے چین میں واپس گیا۔ بدھ کی فرضی یادگاریں بھی چین میں لائی گئیں۔ اور چین کے باشندوں نے انہیں بڑی عزت کے ساتھ قبول کیا۔ کئی چینی شہنشاہ تخت و تاج چھوڑ کر کاہن بن گئے۔

کنفیوسش کے عالم معتقدوں نے چین میں بدھ مذہب کی بڑی مخالفت کی۔ وہ یہ کہتے تھے کہ کاہن لوگ حرام کی روٹی کھاتے ہیں۔ کیونکہ وہ کچھ کام نہیں کرتے۔ اور کاہل اور سست رہتے ہیں۔ نیز انکا تجرد قانون قدرت کے خلاف ہے۔ مگر ان کی کوششیں [illegible] ہوئیں۔

دن بدن بدھ کے ایک بال یا اس کے جسم کی ہڈی پر مینار تعمیر ہونے لگے جو کنفیوسش کے معتقدوں کے لئے بڑے ہی رنج کا باعث تھے۔ سب میناروں میں سے مشہور مینار شہر نانکن میں تھا۔ جو دریائے ینگسی پر واقع ہے۔ اسکی ۹ منزلیں ہیں۔ اور سنہری برج کہلاتا تھا کیونکہ اسکی اینٹیں اور کھپریل نہایت چمکدار ہیں۔ مگر تیس سال سے اوپر گذرے ہیں۔ کہ چینی باغیوں نے اسے مسمار کر دیا۔

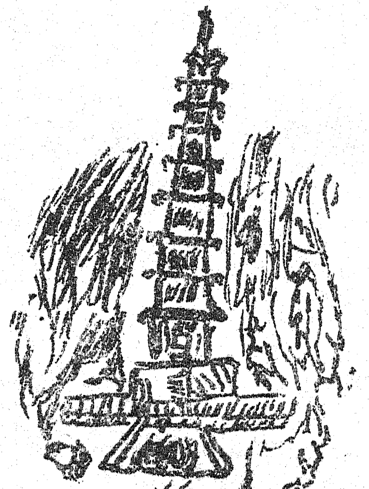

نانکن کا مندر

چینیوں میں دو بدہ مانے جاتے ہیں۔ ایک تو وہ جو گذر چکا ہے۔ اور دوسرا وہ جو آنیوالا ہے

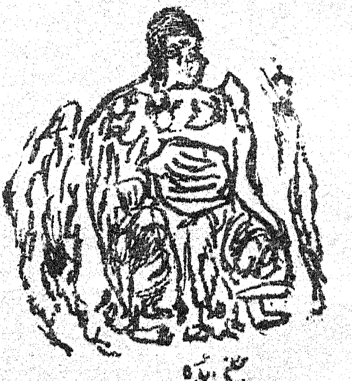

گذشتہ بدہ

اول الذکر کی تصویر تو ایک اندری کی مشابہ بنائی جاتی ہیں جیسے کہ اوپر کی تصویر میں دکھایا گیا ہے اور آخر الذکر کا چہرہ ہنسوڑ اور پیشانی کشادہ بنائی جاتی ہو جس سے یہ مراد ہے کہ وہ اپنے پجاریوں کو اپنے پاس آتے دیکھکر خوش ہوتا ہے۔

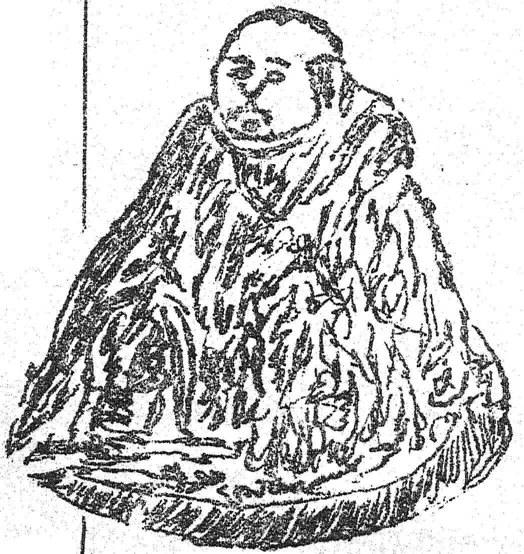

آنیوالا بدہ

تینوں مذاہب اسقدر باہم پیوست ہو گئے ہیں کہ ایک چینی کی نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ خالص کنفیوشس کا یا تاؤ کا یا بدہ کا پیرو ہے۔

بزرگوں کی پرستش

چین کا اصلی مذہب بزرگوں کی پرستش ہے انسان کا اعلے فرض یہ ہے کہ باپ اور ماں کی اطاعت کرے۔ اور انکی پرستش کرے ہر ایک گھر میں ایک خاص کمرہ اسی غرض سے بنا ہوتا ہے کہ وہاں بزرگوں کی پرستش کی جائے اس کمرے میں ایک چوبی تختہ ایک فٹ لنبا اور تین انچ چوڑا سپید رکھا ہوتا ہے۔ جسے روحوں کا گھر کہتے ہیں۔ اور اس پر نام و درجہ

تاریخ پیدائش و تاریخ وفات لکھا ہوتا ہے۔ اس پرستش سے صرف یہہ غرض ہے کہ بحالت زندگی جسطرح بزرگوں کی اطاعت اور فرمانبرداری کیگئی تھی اسکی یادگار باقی رہے۔

اس پرستش کی بنا دراصل پدرانہ محبت ہے مگر خوف کو بھی اس میں بہت کچھ دخل ہے۔ مردوں کا کھانا پینا۔ اور خرچ وغیرہ زندوں پر منحصر ہوتا ہے اور اس لئے سال کے تیسرے مہینے میں انکی روحوں کو یہہ سب چیزیں پہونچائی جاتی ہیں۔ ہندو اپنے مردوں کو چاولوں کی پنڈیاں پہونچاتے ہیں مگر چینی انہیں وہ خوراک پہونچاتے ہیں جسے وہ نہایت لذیذ سمجھتے ہیں۔ ابلا ہوا گوشت مرغی بطخیں چاول وغیرہ مہیا کی جاتی ہیں۔ اور بعدازاں کچھ تو وہ آپ کھا لیتے ہیں۔ اور کچھ غریبوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ کپڑے چوکیاں اور میز وغیرہ چیزیں کاغذ کی بنائی جاتی ہیں جنہیں بعدازاں جلایا جاتا ہے۔ روپیہ بھی کاغذ کا بنایا جاتا ہے۔ کاغذی نوکر چاکر بھی بنائے جاتے ہیں۔ بعدازاں سب کو جلا دیا جاتا ہے۔ چینی لوگ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جو کچھ وہ مردوں کے نام سے اس دنیا میں دیتے ہیں۔ وہ مردوں کو دوسرے جہان میں ملجاتا ہے۔

اگر روحوں کو کھانا وغیرہ ملتا ہے تو وہ راضی اور خوش رہتے ہیں۔ اور اگر وہ بھوکے ننگے رہیں تو وہ اپنے گھر والوں کو آکر اسی طرح پیٹتے ہیں جیسے کہ والدین اپنے نافرمانبردار بیٹے کو۔ جن روحوں کو ان کے زندہ رشتہ دار کچھ نہیں پہونچاتے وہ گدا بن جاتے ہیں اور بھوکے ہو کر کچھ روزی حاصل کرنے کے لئے ان بدروحوں میں جاملتے ہیں۔ جن کے جسم جنگ میں ہلاک ہوئے یا سمندر میں غرق ہوئے یا غیر ممالک میں برباد ہو گئے مگر اپنے نافرمانبردار رشتہ داروں کو وہ چشم نمائی اسطرح کرتے ہیں کہ بیماری یا کوئی اور مصیبت انپر بھیج دیتے ہیں۔ قبروں کی مرمت کرنا یا انپر نقش و نگار کرنا چینی لوگ ایمان کا ایک جزو سمجھتے ہیں۔ چونکہ ہر ایک خاندان کو قبرستان کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسلئے پہاڑیوں میں اس غرض کے لئے پہلے سے زمین خریدی جاتی ہے سال کے تیسرے مہینے میں گھر کے کل مرد بوڑھے اور بچے نہایت عمدہ اور نفیس پوشاکیں پہن کر قبرستان میں جاتے ہیں۔ کھانے پینے کا سامان بکثرت ہمراہ لیجاتے ہیں۔ ایک کاغذی بکس میں کاغذ کے کپڑے اور دیگر کاغذی اشیاء رکھی ہوتی ہیں۔ اور ٹوکریوں میں کاغذی روپیہ ہوتے ہیں۔ جب نذرانہ قبر کے سامنے لیجا رکھتے ہیں۔ تو خاندان کا افسر نو دفعہ قبر کے سامنے سجدہ کرتا ہے۔ جسطرح کہ لوگ مندروں میں دیوتاؤں کو سجدہ کرتے ہیں۔ اسے دیکھکر

گھر کے کل اشخاص جو ہمراہ ہوتے ہیں۔ نو دفعہ قبر کے آگے جھکتے ہیں۔ یہاں تک کہ چھوٹے بچوں سے بھی پوجا کرائی جاتی ہے۔

چینیوں کی یہہ رسم ویسی ہی ہے جیسے کہ ہندوؤں میں سرادھ وغیرہ ہوتے ہیں۔ دونوں کی بنا ایک ہی اصول پر ہے۔

کیان ین

چینی بدھ مذہب میں گوتم کو دوسرے درجہ پر رکھا جاتا ہے۔ جبکہ اس کا مقابلہ کیان ین کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ یہ ایک بدھ تارک عورت تھی جو ایک دیبی بن گئی۔ اُسے اولاد کی دیبی اور اولاد دینے والی دیبی کہتے ہیں۔ چونکہ چینیوں کو اولاد کی از حد خواہش رہتی ہے۔ اس لئے کیان ین کی پرستش عام ہوتی ہے۔ وہ ماؤں کی سرپرست دیبی ہے۔ اور اسکا دوسرا نام دکھ دور کرنیوالی دیبی ہے۔ اور لوگوں کا یہہ اعتقاد ہے کہ جب انسان دکھ سے تنگ آکر اسے پکارتا ہے تو وہ فی الفور اسکی آواز سن لیتی ہے۔ اور دکھ دور کر دیتی ہے اور اسطرح اس کے حضور میں دعا مانگتے ہیں۔

"اے رحم دل اور ترس کھانے
والی فریادیوں کی
فریاد سننے والی بدھ
مجھے ذلت سے بچا
اور میرا دکھ دور کر"

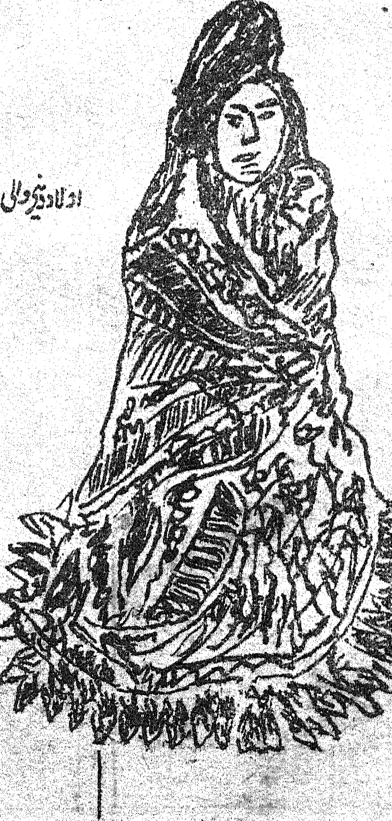

اولاد دینے والی دیبی

جنوبی چین میں لوگوں کا یہہ بھی اعتقاد ہے۔ کہ اولاد دینے والی دیبی کی لونڈیاں ہیں۔ ان میں سے ایک تو نوتولد بچے کی صفائی پر نظر رکھتی ہے۔ دوسری اسے دودھ پلانا سکھاتی ہے۔ تیسری اسے ہنساتی ہے۔

دولت کا دیوتا

یوئین تان مت ہوئی پیدا ہوا اور رہموں کی وجہ سے بڑا مشہور ہوا۔ وہ سیاہ چیتے پر سواری کرتا تھا۔ اور موتی پھینکتا تو وہ توپ کے گولے کی طرح پھٹ جاتا تھا مگر ایک جادوگرنی اس پر غالب آئی اور اسکی شکل پر بھوسہ کا ایک دمی بنا کر اسکا دل اور آنکھیں تیروں سے چھیدی گئیں۔ جب وہ مرگیا تو اسے دولت کا دیوتا مشہور کیا گیا۔

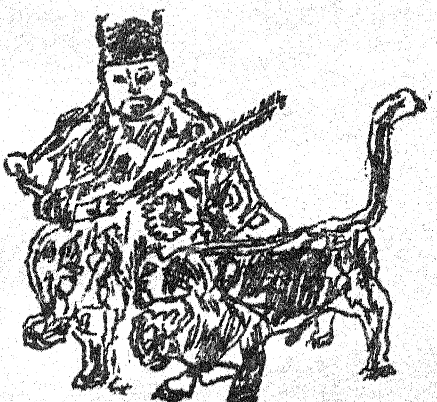

دولت کا خدا

اسکی پرستش بہت ہوتی ہے۔ اور عموماً سوداگر اور بیوپاری اور دوکاندار اس کے پوجنے والے ہیں جو اس کے مندر کے روبرو عود جلاتے اور بتیاں روشن کرتے ہیں۔

باورچی خانہ کا خدا

ہر ایک باورچی خانہ میں باورچیخانہ کے خدا کی تصویر رکھی جاتی ہے۔ اور مہینہ میں دو دفعہ اسکی پوجا ہوتی ہے۔ اس کے ذمے دو کام ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ خاندان کے گناہوں کا حساب کتاب رکھتا ہے۔ اور دوسرا یہ ہے کہ وہ خاندان اور اعلےٰ شہنشاہ کے درمیان جو اس دنیا پر حکمران ہے واسطہ ہے۔ اس لئے اسکی عزت بھی کیجاتی ہے اور اسکا خوف بھی خاندان پر رہتا ہے کہتے ہیں کہ وہ سال میں ایک دفعہ ۲۴ بار تاریخ کو آسمان پر جاتا ہے۔ اور خاندان کے گناہوں کے سال بھر کا حساب اعلےٰ شہنشاہ کے روبرو دیتا ہے۔ چینی لوگ اس غرض سے کہ باورچیخانہ کا دیوتا ان سے خوش ہو جائے اور آسمان پر جا کر ان کی سفارش کرے۔ گوشت میوہ اور شراب اسکی نذر کرتے ہیں۔ اور کھانڈ اس کے ہونٹوں پر ملی جاتی ہے۔ ایک کاغذی گھوڑا اور دیگر کاغذی اشیاء اس کے سفر کے لئے جلائے جاتے ہیں۔ ہر ایک شخص اس کے سامنے سر جھکاتا ہے۔ اور لالٹینیں روشن

یکجاتی ہیں۔ جب وہ واپس آتا ہے تو ایک نئی تصویر اسکی جگہ رکھدیتے ہیں۔ جس سے غرض یہہ ہوتی ہے کہ دیوتا آئندہ سال میں ان سے خوش رہے۔

دروازوں کے خدا

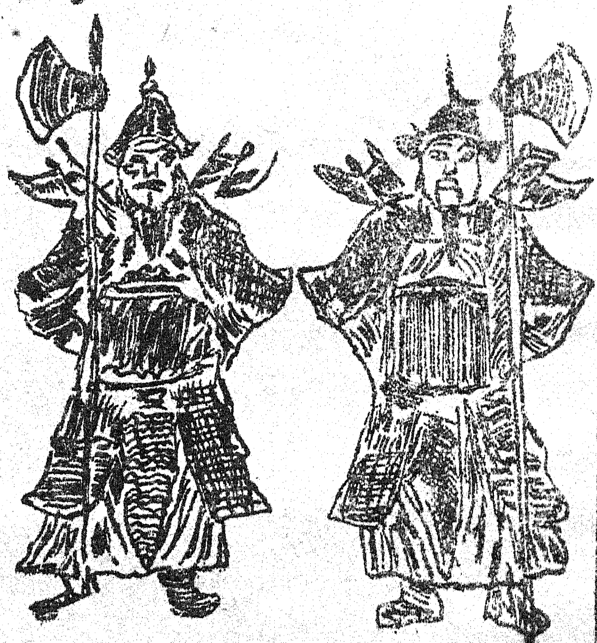

چین کے بہت سے مکانات کے بیرونی دروازوں پر دو تصویر ہوتی ہیں۔ جیسے کہ اوپر دکھایا گیا ہے۔ اور ہر سال ان تصویروں کو بدل دیا جاتا ہے۔ یہہ دربان خدا کہلاتے ہیں اور ان کی وجہ یہہ ہے کہ ایک دفعہ ایک چینی شہنشاہ کو خواب آیا کہ بدروحیں اسکے محل میں گھسنے کی کوشش کر رہی ہیں اسپر اس نے دو بڑے تنومند اور بہادر سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ محل کے دروازہ کی حفاظت کریں۔ چنانچہ بدروحیں انکی فوجی وضع قطع دیکھکر ڈر گئیں اور شاہی محل کے اندر گھسنے کی جراءت نہ کرسکیں۔ جب وہ مرگئے تو لوگوں نے انکی تصویریں دروازوں پر لگا دیں۔ اور انکا خیال ہے کہ یہہ تصویریں نہایت فائدہ بخش ہیں۔ اور بدروحوں کو مکان کے اندر نہیں آنے دیتیں۔

چار پہرے

یہہ بڑے قد کی تصویریں ہوتی ہیں۔ اور مندروں کے دروازوں پر رکھی جاتی ہیں انکا نام چار پہرے ہے کہتے ہیں کہ یہہ چاروں بھائی ہیں۔ پہلے کے ہاتھ میں تلوار ہے

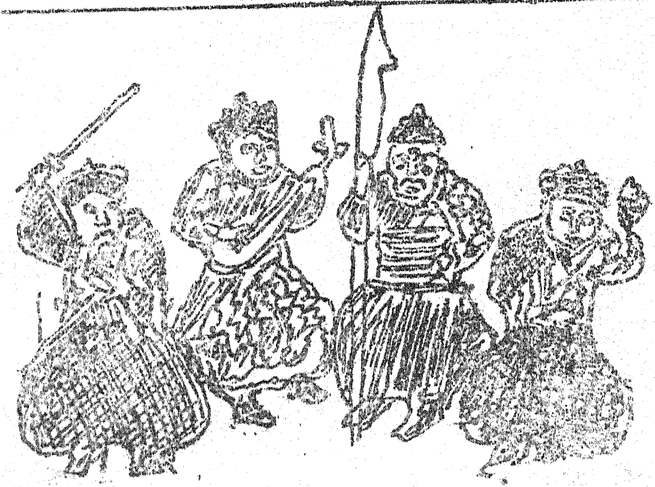

چار پہرے

جو اگر اٹھائی جائے تو دس ہزار زہریلے انسانوں کے جسم کو چھیدنے لگیں۔ دوسرے کے ہاتھ میں ستار ہے اور جب وہ اُسے چھیڑتا ہے۔ تو اس سے آگ اور آندھی پیدا ہوتی ہے۔ تیسرے کے ہاتھ میں چھتری ہے جو زلزلوں اور سورج گرہن اور چاند گرہن پر حکم رکھتی ہے۔ چوتھے کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی تھیلی ہے۔ جس میں سفید چوہے کے مشابہ ایک جانور ہے۔ جسے اگر چھوڑ دیا جائے تو پروں والے سفید ہاتھی کی طرح بن کر دشمنوں کو پامال کرتا ہے۔

یہ چاروں سپاہی لڑائی میں مارے گئے تھے اور اب مندروں کے رکھوالے ہیں۔

فنگ شوئی

چینی لوگ بھی ہندوؤں کی طرح رمال سے اپنی قسمت پوچھا کرتے ہیں۔ مگر چینی ہندوؤں سے بھی ایک قدم بڑھے ہوئے ہیں۔ اور وہ فنگ شوئی یعنے علم ہوا اور پانی پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ جو لوگ اس علم میں کامل دستگاہ رکھنے کا دعوی کرتے ہیں۔ انہیں "جیو منسر" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور اس علم کو جن کی آسمانی ہن کہتے ہیں۔

چینیوں کا اعتقاد ہے کہ اگر ان کے بزرگ قبروں میں تکلیف میں رہیں۔ تو وہ اپنے پس ماندوں کو بیماری وغیرہ کی سزائیں دیتے ہیں۔ اسلئے "جیو منسر" لوگوں سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ قبر کہاں بنائی جائے۔ جہاں مردے کو راحت نصیب ہو۔ اس معاملہ میں ہوا اور پانی کا بڑا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ شمالی ہوا

سرد ہوتی ہے۔ اور جنوب کی ہوا فرحت بخش ہوتی ہے اور پانی لاتی ہے۔ اس لئے قبروں کا سر جنوب کی طرف رکھا جاتا ہے۔ نیز کسی گڑھے کے قریب قبر نہیں بنائی جاتی۔ کیونکہ گڑھے میں سے ہوا قبر کے اندر جائے گی اور مردے کو تکلیف دے گی۔ دریا کا بہاؤ ایک خاص طرف از حد ملحوظ رہتا ہے۔ اس سے مراد یہہ ہوتی ہے کہ عزت اور دولت کی ندی خاندان میں جاری رہے گی۔ سیدھی لائینوں سے چینیوں کو ڈر رہتا ہے۔ اور فکر یہہ رہتی ہے کہ سیدھی لائینوں میں بد روحیں جمع ہو جاتی ہیں۔ اسلئے سیدھی سڑکیں۔ ریلوے اور تار برقیاں ناپسند کیجاتی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ چین کی سڑکیں ٹیڑھی بنائی گئی ہیں۔

جب کسی چینی خاندان پر مصیبت نازل ہوتی ہے تو پہلے یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ مردے تکلیف میں ہیں۔ اسلئے مردے کی ہڈیاں قبر سے نکال لیجاتی ہیں۔ اور انہیں ایک بڑے مرتبان میں رکھا جاتا ہے۔ جب تک کہ ان کی تدفین کے لئے مناسب اور عمدہ جگہ نہ ملے۔

جیو منسر لوگ کسی امیر کی قبر کی زمین انتخاب کرنے میں بہت دیر لگاتے ہیں۔ اور بہت سا روپیہ لیتے ہیں مگر جب کسی غریب کا معاملہ ہوتا ہے تو جلد فیصلہ کر دیتے ہیں۔

چینی لوگ کوئلہ کی کانیں اس غرض کے لئے نہیں کھودتے کہ مبادا مردوں کو تکلیف پہونچے۔ ایک دفعہ شہر امائی میں یوروپین لوگوں نے ایک عمارت بنائی مگر چینیوں نے اس عذر پر اُسے گرا دیا کہ اس سے انکے شہر کی فنگ شوئی کو ضرر پہونچیگا۔ اور جب انہیں مجبور کیا گیا کہ وہ گرائی ہوئی عمارت کو اپنی لاگت سے پھر تیار کریں تو انہوں نے اسکے سامنے ایک دیوار کھڑی کر کے اسپر اژدہا اور چیتوں کی شکلیں بنائیں تاکہ انہیں کوئی نقصان نہ پہونچے عموماً چینی لوگ حفاظت کے لئے اس قسم کی شکلیں اپنے گھروں میں بناتے ہیں۔

تعویذ فروش

ہندوؤں کی طرح چینی لوگ جن بھوت سے بہت ڈرتے ہیں۔ اس لئے انکی تاثیر روکنے کے لئے تعویذ مہیا کئے جاتے ہیں۔ یہہ تعویذ کاغذ کی ہوتی ہیں۔ جنپر لکیریں کھینچی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور انمیں کبھی ہندسے اور حروف ہوتے ہیں انہیں چھت میں رکھدیا جاتا ہے اور بد روحیں گھر سے نکل جاتی ہیں۔ جب کبھی کوئی لڑکا بیمار ہوتا ہے تو بد روحوں کو ڈرانے کے لئے انکی چوٹی میں تعویذ باندھ دیا جاتا ہے۔ چین میں قسمت پوچھنے کی عام رسم ہے اور

قسمت بتانے والے ہر گلی اور کوچہ میں پھرتے رہتے ہیں۔ اور لوگوں کے عموماً سوال یہی ہوتے ہیں کہ کیا میں تجارت شروع کروں یا نہ؟ فلاں کام مجھے فائدہ مند ہوگا یا نہیں؟ ۔ میری فصل اچھی ہوگی یا نہیں؟ ۔ میرا مال چوری گیا ہے مجھے ملیگا یا نہیں؟ ۔ میں امتحان میں کامیاب ہونگا یا نہیں؟ مجھے سفر میں چور تو نہیں ملیں گے؟ قسمت بتانے والے کئی طرح سے قسمت بتاتے ہیں مگر سب سے عمدہ اور عام پسندیدہ یہ طریق ہے کہ قسمت بتانے والے سنگ پشت کو پاس رکھتے ہیں۔ اور جس سمت کو وہ دیکھتا ہے یا جسقدر گردن پھیلاتا ہے۔ یا جسطرف پاؤں رکھتا ہے۔ اس سے مختلف نتیجے نکال لی جاتے ہیں۔

گہن

ہندوؤں کی طرح چینیوں کا بھی یہ خیال ہے کہ سورج گہن اور چاند گہن اس وجہ سے واقع ہوتے ہیں کہ اژدہا انہیں نگلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہندو تو اس دن کی بری تاثیر سے بچنے کے لئے صرف نہاتے ہیں۔ مگر چینی اس دن ڈھول وغیرہ بجاکر اژدہاؤں کو ڈراتے ہیں۔ اور جب گہن ختم ہو جاتا ہے تو اپنی کامیابی پر خوشی مناتے ہیں۔

دیوتاؤں کا تقرر اور انکی ذلت

شہنشاہ نہ صرف آدمیوں کا ہی بادشاہ ہے بلکہ بعض سمتوں میں دیوتاؤں کا بھی بادشاہ ہے۔ ہندوستان کی طرح چین میں بھی نئے دیوتے وقتاً فوقتاً مقرر کئے جاتے ہیں۔ جب چینیوں کو بارش کی ضرورت ہوتی ہے تو دیوتاؤں کو دھوپ میں رکھ دیتے ہیں۔ جب شہنشاہ سابق بیمار تھا تو بیماری کے دیوتے کو بڑی دھوم دھام کے ساتھ پیکن کی گلیوں اور بازاروں میں پھرایا گیا۔ اور شہنشاہ کے کمرے میں بھی اسے لائے مگر جب شہنشاہ مر گیا تو دیوتے کو توڑ کر پرزے پرزے کر دیا گیا۔

کچھ عرصہ گذرا ہے کہ مقام فوچو میں بعض عورتوں پر یہ شبہ کیا گیا کہ انہوں نے شہر میں بیماری بھیج دی ہے۔ انہیں دنوں میں تاتاری جنرل مر گیا۔ اور یہ مشہور ہو گیا کہ عورتوں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ اس صوبہ کے وائسرائے نے اسی وقت شہر کے حاکم کو لکھا کہ بتوں کو گرفتار کرکے سزا دیجائے۔ اسپر حاکم شہر مندر میں گیا اور پندرہ بت گرفتار کئے۔ یہ لکڑی کے بت

پانچ فٹ اونچے تھے۔ حاکم شہر نے تحقیقات سے پہلے انکی آنکھیں نکلوا دیں۔ تاکہ وہ یہہ نہ دیکھ سکیں کہ انکا فیصلہ کرنے والا کون ہے۔ اور اسطرح اسے اپنا غصہ نکالنے کا موقعہ نہ پاکر پوری تحقیقات کے بعد حاکم شہر نے وائسرائے کے پاس رپورٹ بھیجی۔ اور وائسرائے نے تینوں کو قتل کی سزا دی۔ چنانچہ ان کے سر اتار دیئے گئے۔ اور انکی لاشیں تالاب میں ڈالدی گئیں اور مندر ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا۔

چینیوں کے پوجے ہندوؤں کی طرح بے تعداد ہیں جیسے کہ ہندوؤں کے دیوتے تینتیس کروڑ ہیں۔ ویسے ہی چینیوں کے بھی اسی کثرت کے ساتھ ہیں۔ جسقدر کہ دریائے ہوائی ہو ریت کے دانے ہیں۔

چینیوں کی بعض رسوم

نام

دودھ کے نام کا تو ذکر آ چکا ہے۔ یہہ نام مدرسہ کے نام تک بحال رہتا ہے۔ اور مدرسہ کا نام اور تبدیل ہوتا ہے جس میں لڑکے کی اوصاف کا بھی علاقہ ہوتا ہے۔ مثلاً سپاہی پیشہ والا ہوشیار۔ بڑھتی ہوئی ترقی وغیرہ وغیرہ اور بعض اوقات بچوں کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں۔ جب انکی شادی ہوتی ہے تو انکا اور نام رکھا جاتا ہے۔ اور مرتے دم تک یہی نام مشہور رہتا ہے۔

دوکاندار لوگ اپنی دوکانوں کے تختوں پر اپنا اصلی نام نہیں لکھتے۔ بلکہ بعض القاب وغیرہ لکھتے ہیں مثلاً خوش معاملہ۔ طرفین کا فائدہ۔ اٹھتی ہوئی نیکی وغیرہ وغیرہ۔

جب آدمی مرجاتا ہے تو ایک اخیری نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور وہی نام بزرگوں کے کمرے میں لکھا جاتا ہے۔

آداب

راہ و رسم اور گفتگو میں تو چینیوں کے آداب دیگر ممالک کے باشندوں سے مشابہ ہیں مگر خاص خاص موقعوں پر ان کے آداب الگ ہیں جنکی وجہ سے وہ زیادہ تر مشہور رہے ہیں۔ چنانچہ اپنے آپ سے بزرگوں کو وہ ۸ طرح سلام کرتے ہیں

(۱) ہاتھ ملا کر چھاتی پر رکھنا۔
(۲) ہاتھ ملا کر جھک جانا۔
(۳) گھٹنا ذرا جھکانا۔
(۴) دوزانو بیٹھ جانا۔
(۵) دوزانو ہو کر سر زمین پر رکھ دینا۔
(۶) تین دفعہ دوزانو اور سر زمین پر رکھ دینا۔

(۷) تین دفعہ دوزانو ہو کر سر زمین پر رکھنا اور پھر کھڑے ہو کر تین دفعہ دوزانو ہو کر سر زمین پر رکھنا

(۸) تین دفعہ دوزانو ہونا اور ۹ دفعہ سر زمین پر رکھنا۔ چینی اکثر دیوتاؤں کو چھٹے درجہ کی تعظیم دیتے ہیں۔ بعض کو ساتویں درجہ کی اور آسمان اور بادشاہ کو آٹھویں درجہ کی گویا شہنشاہ کا رتبہ آسمان کے برابر کہا گیا ہے۔ جب یورپین سفیر چین گئے۔ تو شہنشاہ چین نے ان سے بھی تعظیم و تکریم لینے کی کوشش کی مگر انہوں نے بہ نسبت اس کے واپس چلے آنا منظور کیا۔ جب گفتگو ہوتی ہے تو بولنے والا کسر نفسی کرتا ہے۔ اور مخاطب کو تعظیم کے ساتھ خطاب کرتا ہے۔ معمولی ملاقاتی کارڈ سرخ کاغذ کے ہوتے ہیں جو ۸ انچ لمبے اور تین انچ چوڑے ہوتے ہیں۔ اور کبھی لفافے میں بند کر کے بھیجے جاتے ہیں۔ جو شخص ماتم میں ہوتا ہے وہ سفید کارڈ پر نیلی سیاہی سے اپنا نام لکھتا ہے۔ اور اس کے بعد یہہ فقرہ لکھا ہوتا ہے "تمہارا بیوقوف چھوٹا بھائی نہایت عاجزی سے تمہیں سلام کرتا ہے" اور میزبان باہر نکلکر اسطرح اُسے سلام کرتا ہے۔ "جناب کے قدم رنجہ فرمانے کا میں کسطرح شکریہ ادا کروں" اس کے بعد ایک دوسرے کی خیریت مزاج اور پھر ایک دوسرے کے والدین کی خیریت نہایت شائستہ اور عزت کے الفاظ میں پوچھی جاتی ہے اور جب گفتگو ختم ہوتی ہے تو اٹھتے وقت مہمان کہتا ہے "میں کل جناب کی ہدایت لینے کیلئے پھر حاضر ہونگا" اس کے جواب میں میزبان کہتا ہے "جناب نے مجھے بڑی عزت بخشی ہے۔ لازم تو یہ ہے کہ کل میں دردولت پر حاضر ہوں"

دعوت وغیرہ کے کارڈ ملاقاتی کارڈوں کی طرح ہوتے ہیں اور انپر یہہ لکھا ہوتا ہے۔ فلاں دن نان و نمک کی دعوت میرے غریب خانہ پر ہو گی۔ امید ہے کہ جناب اپنے چہرہ نورانی سے غریب خانہ کو منور فرماویں گے"

مرگ کی رسوم

چینی لوگ ابتدا سے ہی اپنے مردونکو دفن کرتے آئے ہیں۔ مردونکا کفن تین چار انچ موٹا تختے کا بنایا جاتا ہے۔ اور بیٹے کی یہہ سعادت مندی سمجھی جاتی ہے اگر وہ اپنے باپ کا کفن نہایت شاندار بنائے۔ بعض لوگ حین حیات میں ہی اپنے کفن تیار کرا رکھتے اور مرنے کے وقت انہیں میں انہیں بند کیا جاتا ہے۔

مردے کو پہلے پاس کی ندی کے پانی سے جس میں چار پیسے بطور قیمت آب ڈالے جاتے ہیں غسل دیتے ہیں پھر اسے ریشمی کپڑوں میں لپیٹتے ہیں۔ بعد ازاں سونا چاندی جواہرات اس کے منہ میں ڈالتے ہیں۔ اور اسے لکڑی کے

کفن میں ڈال دیتے ہیں۔ اس کے بعد کفن میں چونڈل دیتے ہیں تاکہ مردے کی بدبو باہر نکلنے نہ پائے۔ ساتویں دن مردے کی خبر رشتہ داروں کو دیجاتی ہے۔ وہ خبر پاتے ہی آموجود ہوتے ہیں۔ اور تحفہ کے طور پر روپیہ۔ عود۔ غلہ اور دیگر چیزیں لاتے ہیں۔ جو آتے ہی متوفی کے وارث کو دی جاتی ہیں۔ ماتمی گھر میں داخل ہوتے سے پہلے وہ سفید ماتمی لباس پہنتے ہیں۔ اور مردے کے سامنے عود جلا کر اسے سلام کرتے ہیں۔ جب کہ مردے کے لواحق زار زار روتے اور چلاتے ہیں۔

مردوں کی لاشیں اکثر اوقات برسوں گھر میں ہی پڑی رہتی ہیں۔ اور صبح و شام ان کے سامنے عود جلایا جاتا ہے۔ جب تک کہ مناسب جگہ انکی قبر کے لئے تلاش نہ کر لی جائے اور امیروں کے مردوں کو تو بہت سا عرصہ گھر میں ہی رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ انکی قبر کے لئے تلاش کرنے میں بڑا عرصہ لگتا ہے۔

جب تدفین کے متعلق تیاری مکمل ہو جاتی ہے۔ تو بزرگوں کے کمرے میں دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ اور بعد ازاں بڑے شور و پکار کے ساتھ بزرگوں کو سجدے کئے جاتے ہیں۔

جب کفن اٹھایا جاتا ہے تو اس کے لواحق فی الفور پاس کے کمرے میں بھاگ جاتے ہیں۔ انہیں یہ خوف ہوتا ہے کہ فروگذاشت کی وجہ سے متوفی کی روح انہیں بیماری وغیرہ کی سزا نہ دے۔ یا ان پر لعنت نہ کرے۔ گھر کے دروازے کے باہر کفن ایک ڈولی میں رکھا جاتا ہے۔ اور بقدر توفیق دھوم دھام سے قبر تک لیجاتے ہیں۔ جب کفن کو قبر میں اوتارتے ہیں۔ تو جیو غسز مطمئن ہو کر کاغذ کی گاڑیاں اور خدمت گار جلاتا ہے تاکہ آئندہ دنیا میں متوفی کو وہ سب چیزیں مل جائیں۔ قبر میں متوفی کے دنیاوی درجہ کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک ڈیوک۔ مارکوئیس۔ یا ارل کا مقبرہ ۱۲۰ فٹ محیط کا ہوتا ہے۔ جسمیں چار دروازے ہوتے ہیں۔ اور ایک اول درجہ یا دوسرے درجہ کے عہدہ دار کا ۱۱۰ فٹ محیط کا ہوتا ہے۔ جس کے دو دروازے ہوتے ہیں۔ علے ہذا لقیاس

شاہی خاندان کی قبریں خوبصورتی میں سب سے اعلےٰ ہوتی ہیں۔ اور انپر صرف کثیر ہوتا ہے۔ اکثر اوقات امیروں کی قبروں کے دروازوں پر چینیوں گھوڑوں وغیرہ کی تصویریں بھی بنائی جاتی ہیں۔

چینیوں کی خوبیاں اور نقص

چینیوں میں بڑا وصف یہ ہے کہ انہیں بچپن سے ہی والدین اور بزرگوں کی اطاعت کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور انہیں عبادت کا طریق بچپن میں ہی سکہلایا جاتا ہے۔

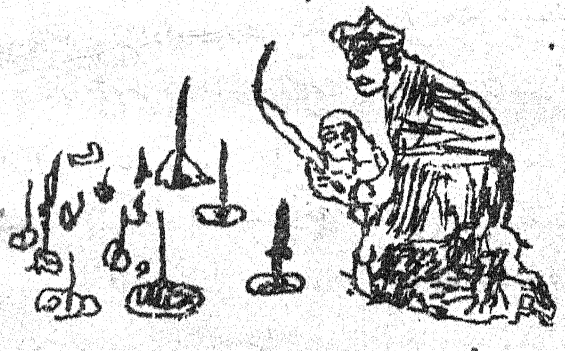

HYDERABAD STATE

نیز انہیں بچپن میں ہی تعلیم دی جاتی ہے کہ حکام کو اپنا ماں باپ سمجھیں اور ویسی ہی انکی عزت و تکریم و تعظیم کریں۔ یہی وجہ ہے کہ چین کی سلطنت چار ہزار سال سے بآرام چلی آتی ہے۔

چینیوں کا دوسرا وصف یہ ہے کہ وہ بڑے امن دوست ہیں۔ گو ان میں لڑائیاں اور جھگڑے ہوتے رہتے ہیں۔ مگر پھر بھی ہر ایک چینی کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ جھگڑے بکھیڑے سے الگ رہے۔ اور امن کی زندگی بسر کرے۔

غریب لوگ بھی ادب قاعدے سے بخوبی آگاہ ہیں۔ اور امیروں میں تو ادب کی کوئی حد نہیں۔ چینی لوگ بڑے محنتی ہوتے ہیں اور ان کی محنت کا یہ بڑا بھاری ثبوت ہے کہ انہوں نے کئی ہزار میل لمبی نہر کہودی۔ اور ایک دیوار بنائی جو ۱۲۰۰ میل

بچھ جو جاسکتا ہے

لمبی ہے یہ ۲۰ فٹ بلند اور ۲۰ فٹ چوڑی ہے مگر اوپر جاکر پندرہ فٹ چوڑی رہ گئی ہے۔ پہاڑیوں اور وادیوں میں سے ہوکر دیوار گذری ہے اور اس سے غرض

یہ بھی تھی کہ حملہ آوروں سے چینی لوگ محفوظ رہیں۔ سو سو گز کے فاصلہ پر چالیس پچاس فٹ بلند برج بنے ہوئے ہیں۔

چینیوں میں بداخلاقی بہت کم پائی جاتی ہے۔ مگر ان میں یہ نقص ہے کہ وہ بڑے مغرور ہوتے ہیں بیوپار میں جھوٹ بولتے ہیں اور سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ افیون پیتے ہیں۔ جس کی بدولت گھروں کے گھر تباہ ہو جاتے ہیں۔ اور اس ذلت کو پہنچ جاتے ہیں جیسے کہ تصویر میں دکھایا گیا ہے۔

ایک افیونی کے گھر کا نقشہ

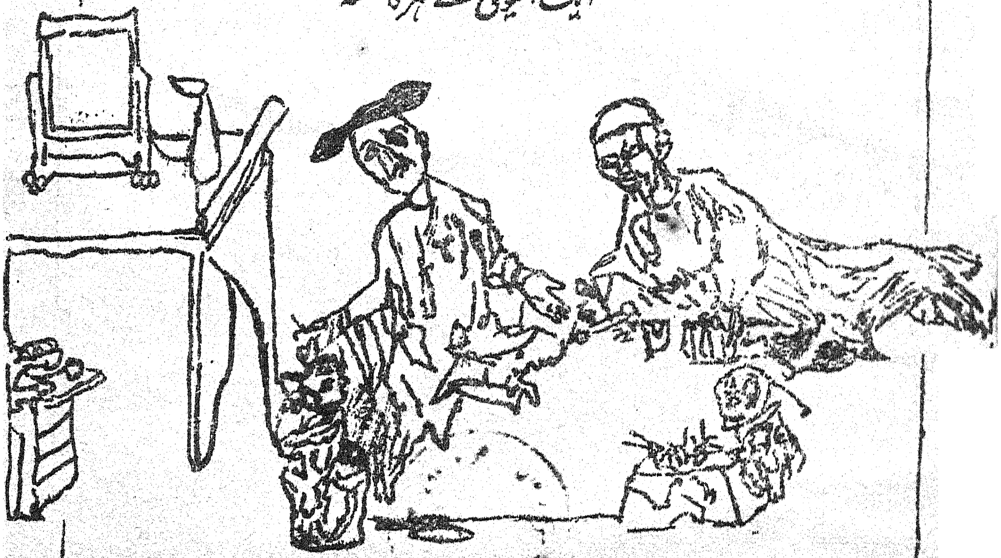

تمت

داخلہ نمبر	~~۵۰۸۴~~ ۴۸۹۳
فن نمبر	ز ۲۱
کتاب نمبر	۷۹

پنجاب پریس میڈیکل ایجنسی سیالکوٹ کی مجرب دوائیں

نایاب سُرمہ

قیمت فی تولہ عہ

بادشاہی حکیم حاذق طبیب اور مشہور و معروف مولوی نورالدین صاحب کا آزمایا ہوا اور خوب تجربہ کیا ہوا جس سے سینکڑوں مریض شفایاب ہوئے۔ یہ سُرمہ آنکھوں کی بیماریوں میں اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ جالا۔ دُھند۔ سبل۔ یعنی آنکھوں میں سُرخ ڈورے پڑجانا ڈھلکا۔ یعنی آنکھوں سے پانی زیادہ آنا۔ جرب۔ جس میں پلکوں کے اندر سُرخی اور دانہ نمودار ہوتے ہیں۔ سبلاق جس میں پلکوں کے بال گر گر کر پلکیں سُرخ اور بدنما ہو جاتی ہیں۔ مزمن۔ رمد۔ آنکھ کا دکھنا۔ اور سُرخ ہو جانا۔) ان سب بیماریوں میں یہ سُرمہ تجربہ سے بہت ہی مفید ثابت ہوا ہے۔ واقعی نایاب سرمہ ہی ہے جس کے استعمال سے اسکی خوبیاں ظاہر ہو جاتی ہیں

جو
عرصہ دس سال سے جاری ہے
منشی محمد نذیر خرواری

بے نظیر گولیاں

امراض معدہ کے متعلق بہت سی گولیاں دائر سائر ہیں۔ مگر ہماری گولیاں معدے کے امراض کو دور کرنے میں واقعی بے نظیر ہیں قبض کشا ہیں۔ زکام۔ دردسر۔ وغیرہ کو جو معدے کی وجہ سے ہو فی الفور دور کرتی ہیں۔ بھوک پیدا کرتی ہیں۔ کھانا ہضم کرتی ہیں۔ ہر ایک شخص کے پاس ان کا ایک ایک بکس ضرور رہنا چاہیئے معدہ کا یا معدہ کی وجہ سے کوئی عارضہ ہو ایک کھالی۔ اور شکایت آناً فاناً دور ہوئی۔ قیمت فی بکس عصر

حیرت انگیز دوائی

بخش کمی خون۔ اور دل کے دھڑکنے کے لئے یہ نہایت مفید اور حکمی دوائی ہے۔

قیمت ۱۲ خوراک۔ عصر

ثمرہ حیات

قیمت فی بکس عم

یہ دوائی کمزور اور کم طاقت اشخاص کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔ خواہ بے اعتدالی یا ناعاقبت اندیشی خواہ کسی اور وجہ سے کمزوری لاحق ہو جائے اور مایوسی اور حسرت کا نظارہ آنکھوں کے سامنے پھر جائے اس دوائی کے استعمال سے شرطیہ طور پر مایوسی امید سے حسرت خوشی سے اور کمزوری سے طاقت مبدل ہو جاتی ہے۔ جن لوگوں نے اسکا تجربہ کیا ہے ان کو سستے داموں زندگی۔ خوشی اور راحت دوبارہ حاصل ہوئی ہے۔

دوائی جریان

یہ بڑی موذی مرض ہے جسم کو اسطرح کھا جاتی ہے جیسے لکڑی کو گھن اس دوائی کے لگاتار استعمال سے بالکل آرام ہو جاتا ہے۔

قیمت فی بکس۔ عـہ

منشی فیض علی مالک و مہتمم پنجاب پریس میڈیکل ایجنسی شہر سیالکوٹ